ABC سے تصدیق شدہ اشاعت
ماہنامہ
بصیرپور
نورالحبیب
جلد نمبر 36
رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ
مارچ 2024ء
شمارہ نمبر 3
اللھم بلغنا رمضان
مدیرِ اعلیٰ:
صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری

بخدمت جمیع برادرانِ اسلام---السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا اپنا ادارہ، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف، اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فضل وکرم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لطف وعنایت اور حضرت سیدی فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ العزیز کی باطنی توجہات سے علوم دینیہ کے فروغ کے لیے مصروف عمل ہے---اس وقت بحمد اللہ تعالیٰ یہاں سیکڑوں زیر تعلیم طلبہ وطالبات، قدیم وجدید علوم سے مستفیض ہو رہے ہیں، جن کی خوراک، رہائش، علاج، تعلیم، اساتذہ وعملہ کے مشاہرات اور دیگر ضروری لوازمات پر نہایت کفایت شعاری کے باوجود (تعمیراتی اخراجات کے علاوہ) لاکھوں روپے ماہانہ خرچ ہو رہے ہیں---

صرف سٹاف کی تنخواہوں کے لیے چار لاکھ پچھتر ہزار روپے ماہانہ درکار ہوتے ہیں، جب کہ بجلی، گیس اور ایندھن پر تقریباً آٹھ لاکھ روپے ماہانہ صرف ہوتے ہیں---ادارہ کے بجٹ کا بڑا حصہ طلبہ کی خوراک پر صرف ہوتا ہے، چناں چہ سبزی، گوشت، دال، گھی اور مصالحہ جات پر چھ لاکھ ساٹھ ہزار (660,000) روپے ماہانہ خرچ ہو رہے ہیں---طلبہ کی خوراک کے لیے تیرہ سو من گندم (مالیتی باون لاکھ روپے) اور ناشتہ کے لیے دوسو پچاس من چاول (مالیتی پچیس لاکھ روپے) درکار ہوتے ہیں---متفرق اخراجات سمیت اکتیس لاکھ پچیس ہزار (3,125,000) روپے ماہانہ اور تین کروڑ پچھتر لاکھ (37,500,000) روپے سالانہ مصارف ہیں---

یہ بات بھی آپ کے علم میں ہوگی کہ طلبہ کی تعلیمی اور رہائشی ضروریات کے لیے تین منزلہ جدید عمارت کا سٹرکچر تیار ہو گیا ہے---مشرقی جانب کی مکمل عمارت، ضروری تیاری اور فنشنگ کے لیے تقریباً دو کروڑ (20,000,000) روپے مزید درکار ہیں---

اندریں حالات اخراجات میں دارالعلوم کو آپ ایسے مخلص، جاں نثار اور اہلِ درد کی توجہ اور دینی جذبہ رکھنے والے مخیّر حضرات کے مالی تعاون کی بے حد ضرورت ہے---

حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز سے قدیمی تعلق وعقیدت اور علوم اسلامیہ سے محبت کے پیشِ نظر آپ کی اخلاقی و دینی ذمہ داری ہے کہ خصوصی دل چسپی سے اپنے مدرسہ کی بھرپور معاونت فرما کر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانانِ گرامی طلبائے کرام کی کفالت میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کریں---آپ کے عطیات (عشر، زکوٰۃ، نقدی، چاول، گندم، مکئی ودیگر غلہ جات اور صدقہ وخیرات) یقیناً آپ کے لیے ذخیرۂ آخرت اور صدقۂ جاریہ ثابت ہوں گے، ان شاء المولیٰ تعالیٰ

والسلام

(صاحب زادہ) محمد محبّ اللہ نوری
مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف (اوکاڑا)
موبائل نمبر: 0300-4321088
صاحب زادہ مفتی محمد نعیم اللہ نوری: 0345-7526622
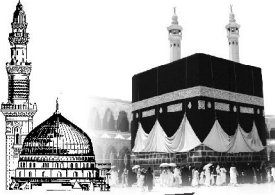
قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ
القرآن
ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ
ماھنامہ
نور الحبیب
بصیر پور
Regd No. PS | CPL - 25 ISSN 1993-4238
زیر ظل عاطفت
حضرت مولانا ابوالخیر
فقیہ اعظم
محمد نور اللہ نعیمی
قدس سرہٗ
بانی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ و ماہنامہ نور الحبیب
رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ جلد نمبر 36
مارچ 2024ء شمارہ نمبر 3
مدیر اعلیٰ
صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری
مجلس ادارت
• پروفیسر خلیل احمد نوری
• صاحبزادہ محمد نعیم اللہ نوری
• صاحبزادہ محمد فیض المصطفیٰ نوری
• پروفیسر حافظ محمد اعظم نوری
• پروفیسر محمد امین صابر القادری
• صحافی محمد اصغر مجددی
قانونی مشاورت
• میاں فیض علی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
• صاحبزادہ محمد سعد اللہ نوری ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
منیجر: مولانا غلام عباس نوری
ایزی پیسہ اکاؤنٹ: 0346-1276516
تزئین: مولانا محمد یوسف نوری
کمپوزنگ: نوری کمپوزنگ سنٹر بصیر پور شریف
سرورق:
نوٹ: جو مستقل قارئین ماہنامہ "نور الحبیب" بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ سالانہ چندہ کے ساتھ مبلغ=/120 روپے مزید بھیجیں، انہیں ہر ماہ رسالہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک پوسٹ کر دیا جائے گا---ان شاء المولیٰ تعالیٰ
خصوصی چندہ سالانہ: =/4000 روپے
عمومی چندہ سالانہ: =/800 روپے
فی کاپی: =/70 روپے
ترسیل زر کا پتہ: انجمن حزب الرحمٰن (شعبۂ تبلیغ) دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑا
پوسٹ کوڈ 56011
E-Mail: noorulhabibmonthly@gmail.com
www.facebook.com/mohibnoori
www.facebook.com/hanfiafaridiah
ناشر محمد محب اللہ نوری نے گنج شکر پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر دفتر نور الحبیب بصیر پور سے شائع کیا

اس شمارے میں

منظومات

ادارہ کا مضمون نگار کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

حمد خالقِ کائنات جل جلالہٗ

ہم کو محمودؔ دیا رب نے جو یہ جیون ہے
جس کو توحید کے بارے میں کوئی الجھن ہے
ربّ منان کی صناعی کے شہکاروں میں
سبحۂ اسم الٰہی میں مگن ہے ہر وقت
جب سے ہوں ''صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا'' کا عامل
رب تو بندے پہ ہے غفار و لطیف و ارحم
نیو رکھی گئی الطافِ خدا پر جس کی
وہ ہو مکہ کہ ہو شہرِ حبیبِ رب کا
یوں بھی محمود ہوں میں خالقِ کل کا حامد

دیں کی حرمت پہ فقط وارنے کے کارن ہے
اس کے ایمان میں گویا کہ کوئی روزن ہے
ہر تری خشکی ہے، ہر باغ ہے اور ہر بن ہے
راز کو کھولتی اور بولتی جو دھڑکن ہے
زیرِ اکرامِ خدا تب سے مرا آنگن ہے
نفسِ ملعون ترا، آپ ترا دشمن ہے
باد و باراں کا ہدف آج وہی خرمن ہے
''حرم پاک پہ سجدوں سے جبیں روشن ہے''
''کُن'' کی تاثیر کا درپن یہ مرا تن من ہے

❁❁❁❁❁

نعتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طیبہ، تا حشر پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسیں مسکن ہے
سیرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹھہرتی نہ نمونہ کیسے
روشنی بخشِ مہ و مہر و کواکب ٹھہرا
دید طیبہ سے ہر اک خرمی متعلق ہے
ہر قدم نعت کے رستے میں ادب سے رکھے
بھائی چارے کا نظام آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو بخشا
یا خدا! امتِ سرور کو بچا لے اس سے
دیکھتے کیا ہو، مدینے سے میں ہو آیا ہوں
کیسے ہو گا نہ ہر اک لفظ سنہری محمود

اِسی خاطر مری خواہش بھی وہاں مدفن ہے
جب کہ ہر عادتِ سرکارِ جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسن ہے
میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین کا جو دھوون ہے
ہجر طیبہ میں یہ، جو نالہ ہے، جو شیون ہے
اشہبِ فکر و تخیل پہ یہی قدغن ہے
یہ حقیقت ہے کہ مضبوط یہی بندھن ہے
اژدہا کفر کا کاڑھے ہوئے اپنا پھن ہے
''حرم پاک پہ سجدوں سے جبیں روشن ہے''
مدحِ منعوت کا جو رنگ ہے، وہ کندن ہے

راجا رشید محمود

❁❁❁❁❁

انوار القرآن

شبِ قدر

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝---[القدر، ۹۷:۱ تا ۵]

شانِ نزول

سورۃ القدر کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک بار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا، جس کا نام شمعون تھا کہ اس نے ایک ہزار ماہ، یعنی 83 سال 4 ماہ مسلسل جہاد و دیگر عبادات کیں، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس پر رشک ہوا، جو شرعاً جائز ہے اور مایوسی ہوئی کہ ہماری تو کل عمریں بھی اتنی نہیں ہوتیں، ہم اس کے درجہ تک کیسے پہنچیں؟ تب یہ سورۃ نازل ہوئی، جس میں فرمایا گیا:

اے مسلمانو! تمہیں ایک رات یعنی شب قدر ایسی دی جاتی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، اگر تم اس رات میں عبادت کرو تو تم شمعون سے بڑھ چڑھ کر ثواب پاؤ گے۔ تو جو کوئی اپنی عمر میں چند بار شبِ قدر میں عبادت کرے اس کا پوچھنا ہی کیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان وہ مزدور ہیں کہ کام کریں تھوڑا مگر اُجرت پائیں زیادہ، جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہوا:

یہود اس مزدور کی طرح ہیں جو تھوڑی اجرت پر صبح سے شام تک کام کرے اور عیسائی

اس مزدور کی طرح ہیں جو ظہر سے عصر تک تھوڑی مزدوری پر کام کرے، مگر اے مسلمانو! تم اس مزدور کی طرح ہو جو عصر سے مغرب تک دگنی مزدوری پائے۔

نزولِ قران --- کتابت نہیں قراءت

قرآن پاک آہستہ آہستہ 23 سال میں نازل ہوا اور قراءۃً نازل ہوا نہ کہ کتابۃً، اس لیے کہ آہستہ اترنے میں نسخ آیات ممکن ہے اور اس میں نبی کی تعظیم زیادہ ہے کہ ہمیشہ مالک کی طرف سے ہدیہ آتا رہے۔ قراءۃً نازل فرمانے سے بہت سے معنی لب و لہجہ میں حاصل ہو جاتے ہیں جو کتابت میں حاصل نہیں ہو سکتے، جیسے کوئی کہے کہ ''تم حج کو جاؤ گے'' اس ایک فقرے میں اختلافِ لہجہ سے چند معنی بنتے ہیں: امر، اخبار، استفہام، تمسخر اور تعجب، لیکن لکھنے کی صورت میں یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ مگر یہاں آ رہا ہے اُنْزَلْنَا یعنی اچانک اتارا، اب اس آیت کو واقعہ کے مطابق کس طرح کیا جائے، اس کے چند جواب ہیں:

اوّل تو یہ کہ عرش سے آسمان دنیا کی طرف نزول اس شب میں ہوا، مگر زمین پر 23 سال میں، یا ابتدائے نزول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس رات میں ہوئی، تو معنی ہوں گے کہ نزول کو شروع فرمایا، یا ہر سال روح الامین علیہ السلام اس شب میں آ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سارا قرآن پاک سناتے اگرچہ یہ سنانا اجرائے احکام کے لیے نہ ہوتا تھا مگر یہاں وہ ہی مراد ہے۔

جب قرآن کے نزول کے سبب یہ رات بہت افضل ہوئی تو جس رات یا جس دن میں صاحبِ قرآن کی جلوہ گری ہوئی وہ تو اس سے بھی افضل ہونی چاہیے، اسی لیے سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ شبِ ولادت، شبِ قدر سے افضل و اعلیٰ ہے اور دوشنبہ، جمعہ سے افضل ہے اور آبادیٔ مدینہ آبادیٔ مکہ سے، کہ کونین کے دولہا سے اس کو خاص نسبت ہے۔

لیلۃ القدر --- وجہ تسمیہ

اس شب کو لیلۃ القدر چند وجوہ سے کہتے ہیں، اس میں سالِ آئندہ کے امور مقرر کر کے ملائکہ کے سپرد کر دیے جاتے ہیں، قدر بمعنی تقدیر یا قدر بمعنی عزت، یعنی عزت والی رات۔ اِضَافَۃُ الْمَوْصُوْفِ اِلَی الصِّفَۃِ، یا اس میں قدر والی چیز یعنی قرآن نازل ہوا، یا جو عبادت اس رات میں کی جائے گی اس کی قدر ہے، یا قدر بمعنی تنگی: وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ [الطلاق، ۶۵:۷]، یعنی ملائکہ اس رات میں اس قدر اترتے ہیں کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ ان وجوہ سے اسے شبِ قدر یعنی ''قدر والی رات'' کہتے ہیں۔

لیلۃ القدر کب؟

یہ رات کب ہوتی ہے، اس کا قطعی علم تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی ہے، اس لیے

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی طلاق شبِ قدر پر معلق کرے تو تعلیق سے ایک سال بعد واقع ہوگی۔ جمعہ کے ساعت شبِ قدر، اسم اعظم، صلاۃ وسطیٰ اسی لیے قطعاً ظاہر نہ فرمائے گئے کہ لوگ اس کی تلاش میں کوشاں رہیں۔ ہاں ظاہر یہ ہے کہ رمضان کی 27 ویں ہوگی۔ چند دلائل سے:

ایک یہ کہ لیلۃ القدر میں نو حرف ہیں اور اس کو اس سورہ میں تین جگہ فرمایا گیا ہے جس کا مجموعہ 27 ہوا۔

دوم اس لیے کہ اس سورہ میں کل 30 کلمات ہیں اور اور ھِیَ 27 واں کلمہ ہے، معلوم ہوا کہ شبِ قدر 27 ویں رات ہے۔ [ابن عباس و روح البیان]

سوم عثمان ابن ابی عاص کے غلام نے کہا کہ اے مولا! دریا کا پانی ایک دن میٹھا ہو جاتا ہے، تو انہوں نے کہا کہ اب کے خیال رکھنا۔ خیال کیا گیا، کہا وہ تاریخ 27 ویں تھی۔ نیز یہاں تو فرمایا گیا کہ یہ قرآن شبِ قدر میں اترا، دوسری جگہ ارشاد ہوا:

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ---

''ماہ رمضان میں قرآن اترا''---

معلوم ہوا کہ شبِ قدر ماہِ رمضان میں ہے۔

اس رات کے اعمال

اس رات کے اعمال یہ ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ہزار رکعت نفل پڑھے، کم از کم دو درمیانی سو۔ ہر رکعت میں ایک بار اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ اور تین بار سورہ اخلاص پڑھے، دو دو رکعت میں الگ کرے، بعد سلام درود شریف پڑھے، کثرت سے پڑھ کر پھر دوسری نیت باندھے، یہی کرتا رہے اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ---

اسی رات تراویح میں ختم قرآن کرے، اگر ہو سکے تو تمام رات جاگے ورنہ سحری کھا کر نہ سوئے، سحری رات کے چھٹے حصے میں کھائے۔

علم اور درایت میں فرق

وَ مَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ میں ارشاد ہے کہ کس چیز نے آپ کو بتایا کہ شبِ قدر کیا ہے؟ یہ استفہام انکاری ہے، یعنی سوائے وحی الٰہی کے اور کوئی شے اس کے مخفی راز کو نہیں بتا سکتی، یا مــا نافیہ ہے، تو درایت کے معنی ہوئے: عقل سے پتا لگا لینا، یعنی اے محبوب! باوجود کہ آپ نبی کامل العقل ہیں، اس لیے کہ تمام عالم کی عقول آپ کے عقل کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں، جب آپ بھی اس کو عقل سے معلوم نہیں فرماتے بلکہ وحی الٰہی سے، تو کسی اور

عقل کی کیا مجال کہ اس کو خود معلوم کرے۔ جہاں درایت کی نفی ہے وہاں یہ ہی مراد ہے۔ علم اور درایت میں فرق ہے

روح سے کیا مراد --- تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَ الرُّوْحُ

روح میں چند احتمال ہیں، روح الامین حضرت جبریل امین علیہ السلام یا روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام یا روح ایک خاص جماعتِ ملائکہ ہے، باقی سے افضل، جیسے کہ ہماری روح اعضائے ظاہری سے افضل، یا روح کوئی خاص فرشتہ ہے، جس کے ایک ہزار سر ہیں، ہر سر دنیا سے بڑا ہے، ہر سر میں ہزار چہرے ہیں، ہر چہرے میں ہزار منہ، ہر منہ میں ہزار زبانیں، ہر زبان سے ہزار طرح کی تسبیح و تحمید کرتا ہے، ایک دوسرے سے ممتاز، مگر اس شب میں روزہ دار کے لیے تمام زبانوں سے دعائے مغفرت کرتا ہے، یا روح وہ عابد ملائکہ ہیں جن کو باقی ملائکہ بھی سوائے اس رات کے کبھی نہیں دیکھتے، غرض کہ یہ رات خاص رحمت نازل ہونے کی رات ہے۔

سلام --- مِنْ کُلِّ اَمْرٍ ٥ سَلٰمٌ

سلام کے دو معنی ہیں، یا تو یہ کہ تمام رات میں ملائکہ فوج در فوج آتے رہتے ہیں اور سلام کرتے رہتے ہیں، ان لوگوں کو جو اس رات میں نماز نفل پڑھ رہے ہیں، یعنی یہ وقت سلام ہے، یا یہ رات ہر آفات سے سلامتی کی رات ہے کہ اس میں رحمت اور خیر ہی زمین پر اترتی ہے کہ اس میں نہ جادوگر جادو کر سکے، نہ شیاطین اپنا تصرف کر سکیں۔

تمام رات برکات ہی برکات --- ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ

حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ سے معلوم ہوا کہ یہ برکتیں تمام رات ہی رہتی ہیں، جو اس رات کے کسی حصہ میں عبادت کرے وہ اس کے فوائد سے محروم نہ رہا، اس لیے جو کوئی تمام رات نہ جاگ سکا وہ بقدرِ طاقت ہی جاگے، ورنہ کم از کم عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھے، کہ یہ دونوں نمازیں جماعت سے پڑھنے میں تمام رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ نیز دعا میں کوشش کرے کہ یہ قبولِ دعا کی رات ہے۔ خیال رہے کہ قبولیتِ دعا کے لیے چند چیزیں درکار ہیں: حلال روزی، سچی زبان، سینہ کینہ سے پاک، اخلاص، حاضر دل، آنکھ کے آنسو، لہٰذا چاہیے کہ اس رات سے پہلے مسلمان آپس کی کدورتیں دور کریں، اپنے والدین اور عام بزرگوں کو راضی کر لیں، اگر والدین وفات پا چکے ہیں تو ان کی قبر کی زیارت کریں اور تمام بھائیوں کے لیے بھی دعائیں کریں، رب تعالیٰ توفیقِ خیر عطا فرمائے۔

❀❀❀❀❀

رمضان کریم سے متعلق چند مسائل

مولانا ابوالفیضان محمد عبدالرحمٰن نوری علیہ الرحمۃ

❶ روزہ دار کلی کر رہا تھا، بلا اختیار پانی حلق سے اتر گیا، اگر روزہ یاد ہے تو ٹوٹ گیا اور اگر یاد نہیں تو نہیں ٹوٹا۔[ردالمحتار]

احتیاط یہ ہے کہ روزہ دار وضو کرنے لگے تو کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ نہ کرے۔

❷ کان میں پانی داخل ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔[فتاویٰ عالم گیری]

❸ کان میں تیل یا دوائی ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔[ایضاً]

❹ آنکھ میں سرمہ لگانا یا دوا ڈالنی روزہ کو فاسد نہیں کرتا اگرچہ سرمہ یا دوائی کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو بلکہ تھوک میں سرمہ یا دوائی کا رنگ دکھائی دیتا ہو تب بھی نہیں ٹوٹتا۔[ردالمحتار]

❺ ہر ایسا ٹیکہ جس سے براہ راست جوف دماغ یا معدہ میں دوائی پہنچائی جائے، روزہ کو فاسد کر دیتا ہے۔[فتاویٰ نوریہ]

❻ ہر ایسا ٹیکہ جو گوشت یا رگ میں لگوایا جاتا ہے، روزہ فاسد نہیں کرتا۔[فتاویٰ نوریہ]

(بہتر یہ ہے کہ آنکھ میں دوا اور ٹیکہ افطار کے بعد لگوایا جائے۔ مجبوری اور شدید ضرورت ہو تو گنجائش ہے۔)

تراویح

- تراویح بیس رکعت ہے، مستحب یہ ہے کہ دو دو کر کے دس سلاموں سے پڑھی جائیں۔
[فتاویٰ قاضی خاں]
- اگر کوئی شخص فرض عشاء جماعت کے ساتھ نہیں پڑھ سکا تو فرض عشاء تنہا پڑھ کر تراویح اور وتروں کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے۔[کبیری، فتاویٰ نوریہ]
- جو نمازی فرض عشاء ادا کر چکا ہے اور تراویح بیس رکعت پوری نہ کیں تو وہ جماعت وتر میں شامل ہو سکتا ہے۔[فتاویٰ نوریہ]
- رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے، خواہ اسی امام کے پیچھے، جس کے پیچھے عشاء، تراویح پڑھی یا دوسرے کے پیچھے۔[بہار شریعت]
- نماز اور روزہ میں زبان سے نیت مستحب ہے اور دل کی نیت ضروری ہے۔[فتاویٰ نوریہ]

رمضان المبارک کی عبادتیں

روزہ، اعتکاف، صدقۃ الفطر و عید الفطر کے مسائل

مولانا محمد نور المصطفیٰ رضوی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَo﴾---[پارہ۲،سورۃ البقرۃ]

''اے ایمان والو! فرض کیے گئے ہیں تم پر روزے، جیسے فرض کیے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ''---

﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ﴾---[ایضاً]

''ماہِ رمضان المبارک، جس میں اتارا گیا قرآن کریم اس حال میں کہ یہ راہ دکھاتا ہے لوگوں کو اور (اس میں) روشن دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حق و باطل میں تمیز کرنے کی، سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینا کو تو وہ اس مہینا کے روزے رکھے''---

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

- ''جس نے ایمان و اخلاص سے رمضان المبارک کے روزے رکھے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے گئے''---[بخاری و مسلم]
- ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جن میں سے ایک کا نام ''الریان'' (تروتازگی اور سیرابی والا

دروازہ) ہے، اس میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے'' ---[ابن ماجہ]

- ''جس شخص نے کسی معقول (شرعی) عذر کے بغیر رمضان کا (ایک بھی) روزہ نہ رکھا (بعد میں) اس کا تمام عمر روزہ رکھنا (اس ایک روزے کا) معاوضہ نہیں ہوسکتا'' ---[ترمذی شریف]
- ''رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ انسان کی ساری نیکیاں دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھائی جائیں گی سوا روزے کے کہ روزہ تو میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا ثواب دوں گا (یا میں خود اس کا ثواب ہوں)۔ روزہ دار میرے لیے اپنی شہوت اور کھانا پینا چھوڑتا ہے، اس کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی اسے افطار کے وقت ہوتی ہے، دوسری اپنے رب سے ملتے وقت ہوگی۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے بہتر ہے اور روزہ ڈھال ہے'' ---[بخاری و مسلم]
- ''جب رمضان آتا ہے، آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں'' ---[بخاری و مسلم]

روزہ

نماز اور زکوٰۃ کے فرض ہونے کے بعد ۱۰؍شعبان ۲ھ میں رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے۔ شریعت میں روزہ کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک کھانے، پینے اور جماع سے رکے رہنا۔ روزے کے لیے عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔

نماز کی طرح ہر عاقل و بالغ مسلمان پر پورے ماہِ رمضان المبارک کے دنوں کے روزے فرضِ عین ہیں، ان کی فرضیت کا منکر کافر اور بلا عذر چھوڑنے والا سخت گناہ گار ہے۔

روزہ کی نیت

نیت دل کے ارادے کا نام ہے، البتہ زبان سے کہہ لینا بہتر ہے۔ اگر رات کے وقت نیت کی تو یوں کہے:

نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ---

''نیت کی میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے، اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا'' ---

دن کے وقت نیت کی تو یوں کہے:

نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ ھٰذَا الْیَوْمَ لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ---

’’نیت کی میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے، آج رمضان کا فرض روزہ رکھتا ہوں (اس تصور سے کہ صبح صادق سے روزہ دار ہوں)‘‘---

روزے توڑنے والے کام

❶ کھانے، پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو، ورنہ نہیں۔

❷ حقہ، سگریٹ، بیڑی، سگار وغیرہ پینے سے اور پان تمباکو وغیرہ کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

❸ شکر، چینی، گڑ وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، منہ میں رکھیں اور نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

❹ دانتوں میں کوئی چیز چنے برابر یا اس سے زیادہ تھی، اسے کھایا یا کم ہی تھی، مگر منہ سے نکال کر پھر کھالی تو روزہ جاتا رہا۔

❺ دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اور مزہ محسوس ہوا تو روزہ گیا۔ ایک دو بوند آنسو منہ میں چلا گیا تو حرج نہیں، اگر زیادہ چلا گیا اور مزہ حلق میں محسوس ہوا تو روزہ نہ رہا، یہی پسینے کا حکم ہے۔

❻ حقنہ لیا یا نتھنوں میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا خود چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا، مگر پانی کان میں چلا گیا یا ڈالا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

❼ منہ میں رنگین ڈورا رکھا، جس سے تھوک رنگین ہو گیا اور تھوک نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

❽ قصداً منہ بھر قے آئی (اور قے میں کھانا آئے یا صفرا یا خون) اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ ٹوٹ گیا، اگر قے میں صرف بلغم ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (اور اگر بلا قصد خود بخود قے آجائے اگرچہ منہ بھر ہو، روزہ نہیں ٹوٹتا)

❾ مبالغے کے ساتھ طہارت کی یہاں تک کہ پانی حقنہ رکھنے کی جگہ تک پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اتنا مبالغہ سخت بیماری کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

① بھول کر کھایا، پیا یا جماع کیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

② مکھی یا دھواں یا گرد حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر قصداً مکھی نگلی یا خود دھواں پہنچایا (مثلاً دھونی، اگربتی، لوبان وغیرہ سلگائی اور منہ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا) تو روزہ ٹوٹ گیا۔

③ بھری سینگی لگوائی یا تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ ٹوٹا، اگرچہ تیل یا سرمے کا مزہ حلق میں محسوس ہو

یا تھوک میں اس کا رنگ دکھائی دے۔

④ بات کرتے وقت تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے یا اسے پی گیا یا کھنگار منہ میں آیا اور کھا گیا، روزہ نہ ٹوٹا، تاہم ایسی باتوں سے احتیاط چاہیے۔

⑤ دانت سے خون نکل کر حلق تک پہنچا مگر نیچے نہ اترا، یا بھولے سے کھانا کھا رہا تھا، یاد آتے ہی فوراً نوالہ تھوک دیا تو روزہ نہ گیا (اگر نگل لیا، جاتا رہا) یوں ہی سحری کھاتے کھاتے صبح صادق ہو گئی، اسی وقت نوالہ اگل دیا تو روزہ نہ ٹوٹا، ورنہ ٹوٹ گیا۔

⑥ تل یا تل کے برابر کوئی چیز چبائی یا وہ تھوک کے ساتھ حلق میں اتر گئی تو روزہ نہ گیا۔ مگر مزہ حلق میں محسوس ہوا تو روزہ جاتا رہا۔

⑦ دوا کوٹی یا آٹا چھانا اور اس کا مزا حلق میں محسوس ہوا تو بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔

⑧ کان میں پانی چلا گیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔

⑨ احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ غسل فرض ہو، مگر سارا دن نہ نہائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (اگر چہ یہ سخت گناہ ہے اور فرض نماز چھوڑنا حرام اور روزے کی حالت میں اشد حرام ہے)

جن جن حالتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

❶ سفر، حمل، بچے کو دودھ پلانا، بیماری اور بڑھاپا، ہلاک ہونے کا ڈر، اکراہِ شرعی، جنون اور جہاد، یہ سب روزہ نہ رکھنے کے عذر ہیں۔ ان عذروں کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا گناہ نہیں، مگر بعد میں قضا ضروری ہے۔ سفر سے شرعی سفر (کم از کم تین دن کی راہ، جو ساڑھے ستاون (۵۷.۵۰) میل (۹۲ رکلومیٹر) ہے) مراد ہے۔

❷ حمل والی یا دودھ پلانے والی کو اگر اپنی یا بچے کی جان کا ڈر ہو تو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے۔

❸ مریض کو بیماری بڑھنے یا دیر سے اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو تو اس دن روزہ نہ رکھیں۔ یاد رہے کہ گمانِ غالب کی تین صورتیں ہیں:

- ......اس کی ظاہرہ نشانی پائی جاتی ہو۔
- ......اپنا تجربہ ہو۔
- ......کسی ماہر اور متقی طبیب نے اسے خبر دی ہو۔

❹ بھوک یا پیاس ایسی ہو کہ ہلاک یا پاگل ہو جانے کا صحیح ڈر ہو۔

❺ سانپ نے کاٹا یا ویسے ہی جان کا خطرہ ہو تو روزہ توڑ دیں۔

❻ شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جو عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے اب روز بروز کمزور ہی ہو گا، تو اسے

روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ ہاں ہر روزے کے بدلے فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلانا اس پر واجب ہے۔ اگر فدیہ ادا کرنے کے بعد روزہ رکھنے کی طاقت دوبارہ آگئی تو روزہ رکھنا واجب ہے اور یہ فدیہ صدقۂ نفل ہو گیا۔

❼ کسی کے بدلے کوئی دوسرا روزہ رکھ سکتا ہے نہ نماز پڑھ سکتا ہے، البتہ اپنے روزے، نماز وغیرہ کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔[عالم گیری وغیرہ]

روزے میں یہ کام مکروہ ہیں

① جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بے ہودہ بکنا، کسی کو ناجائز تکلیف دینا، ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں مگر روزے میں زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ اور بھی مکروہ ہو جاتا ہے۔

② روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ عذر یہ ہے کہ شوہر یا آقا بد مزاج ہے، نمک کم و بیش ہوگا، اس کی ناراضگی کا باعث ہو تو اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں۔ (یاد رہے کہ چکھنے سے مراد تھوڑا بہت کھا لینا نہیں بلکہ زبان پر رکھ کر مزا پہچاننا اور پھر تھوک دینا ہے۔ اگر خدانخواستہ حلق میں کچھ چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا)۔

③ منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا اچھا نہیں اور روزے میں تو یہ مکروہ ہے۔

④ گلاب یا مشک (کستوری) وغیرہ سونگھنا، داڑھی، مونچھ میں تیل لگانا اور سرمہ مکروہ نہیں، لیکن اگر زینت کے لیے سرمہ لگایا یا مٹھی بھر داڑھی سے زیادہ بڑھانے کے لیے تیل لگایا تو یوں بھی مکروہ، مگر روزے میں زیادہ مکروہ۔

⑤ روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے، یعنی کلی میں منہ بھر پانی نہ لے، ہاں مسواک کرنا مکروہ نہیں، بلکہ عام دنوں کی طرح روزے میں بھی سنت ہے۔

درج ذیل صورتوں میں صرف قضا لازم ہے

❶ گمان یہ تھا کہ صبح صادق شروع نہیں ہوئی، اس لیے کھایا، پیا یا جماع کیا اور بعد کو یہ خیال غلط ثابت ہوا یا یہ گمان کر کے کہ سورج ڈوب چکا ہے، افطار کر لیا، حالانکہ سورج ڈوبا نہیں تھا، روزہ ٹوٹ گیا مگر صرف قضا رکھے۔

❷ بھول کر کھایا پیا وغیرہ اور گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور اب قصداً کھایا پیا وغیرہ تو صرف قضا ہے۔

❸ کان میں تیل ٹپکایا یا پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا، اس میں دوا ڈالی جو پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی یا حقنہ لیا یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکری، مٹی، روئی، کاغذ، گھاس وغیرہ ایسی کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں تو صرف قضا لازم ہے۔

❹ صبح کو نیت نہیں تھی اور زوال سے پہلے کرلی، مگر پھر کچھ کھالیا تو صرف قضا کرے۔

❺ حلق میں بارش کی بوندیا اولا چلا گیا یا بہت سے آنسو یا پسینہ نگل لیا تو صرف قضا ضروری ہے۔

روزہ قصداً توڑنے کی صورت میں قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہے

رمضان کا روزہ قصداً توڑنے سے کفارہ بھی لازم ہو جاتا ہے۔یعنی ایک لونڈی یا غلام آزاد کرنا (جو آج کل ناممکن ہے) ورنہ لگاتار ساٹھ روزے رکھنا اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر دونوں وقت کھانا کھلانا۔

روزے کے تین درجے

روزے کے تین درجے ہیں:

﴿۱﴾ ایک عام لوگوں کا روزہ کہ کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنا۔

﴿۲﴾ دوسرا خواص کا روزہ کہ کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنا اور اس کے علاوہ کان، زبان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا۔

﴿۳﴾ تیسرا خاص الخاص کا روزہ کہ جمیع ماسوا اللہ سے اپنے آپ کو بالکلیہ جدا کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا۔

سحری و افطاری

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

- ......''سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے، ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں (ایک) فرق سحری کا لقمہ ہے''۔[بخاری و مسلم]
- ......''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں''۔[مسند امام احمد]
- ......''افطار میں جلدی اور سحری میں دیر کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے''۔[طبرانی اوسط]
- ......''جب کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے''۔

ضروری نوٹ

سحری کھانا اور اس میں دیر کرنا سنت ہے مگر اتنی دیر کرنا مکروہ ہے کہ صبح صادق شروع ہونے کا شک پیدا ہو، نیز افطار میں جلدی کرنا سنت ہے، جب کہ سورج ڈوب جانے کا اطمینان ہو۔

افطار کے وقت کی دعا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ---

''اے اللہ! تیرے لیے میں نے روزہ رکھا اور تیرے رزق پہ کھولا''---

نماز تراویح

تراویح بیس رکعت کی وہ نماز ہے جو سنت مؤکدہ ہے اور صرف رمضان شریف میں پڑھی جاتی ہے۔ اس کا وقت عشاء کے فرض پڑھنے کے بعد سے صبح صادق کے شروع ہونے تک ہے۔نماز تراویح کا چھوڑنا ناجائز اور گناہ ہے۔رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو رمضان میں ایمان و اخلاص کے ساتھ قیام کرے، اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں''---

تراویح کے چند ضروری مسائل

مہینا بھر کی تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے، دو مرتبہ فضیلت اور تین بار افضل ہے۔رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اگر تم چاہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں تو تم میں سے بہتر لوگ تمہاری امامت کریں کیوں کہ امام تمہارے اور رب تعالیٰ کے درمیان ترجمان ہوتے ہیں''---

[دار قطنی وغیرہ]

لہٰذا امام ایسا ہونا چاہیے جس کا عقیدہ اور عمل بہتر ہو، یعنی صحیح العقیدہ اور عالم و حافظ وغیرہ، پابند شریعت اور پرہیز گار ہو۔

- ......روزہ اور تراویح لازم و ملزوم نہیں کہ ایک رہ جائے تو دوسرا بھی ادا نہ کریں۔خدانخواستہ کسی کا روزہ رہ جائے تو بھی تراویح میں شامل ہو، یوں ہی اس کے برعکس تراویح نہ پڑھ سکا تو بھی روزہ رکھے۔
- ......تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے، اگر مسجد کے سب لوگوں نے چھوڑ دی تو سب گناہ گار اور اگر کسی ایک نے گھر میں پڑھ لی تو گنہگار نہیں۔
- ......نابالغ کے پیچھے فرض اور وتر اور سنت مؤکدہ جائز نہیں (لہٰذا نابالغ کی اقتدا میں تراویح درست نہیں)۔
- ......بعض لوگ اتنی تیزی سے قرآن پاک پڑھتے ہیں کہ صرف ''یعلمون تعلمون'' کا پتہ لگتا ہے، اتنی تیزی جائز نہیں۔

حضرات صحابہ کرام و خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد میں تراویح بیس رکعت پڑھی گئیں، چاروں اماموں میں سے کسی کا مذہب بیس رکعت سے کم نہیں۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں شروع سے لے کر آج تک بیس رکعت تراویح پر عمل ہے۔
حضرت داتا گنج بخش، سیدنا غوث اعظم، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، سلطان اورنگ زیب عالم گیر، اولیائے امت، محدثین کرام اور سلاطین اسلام (رحمہم اللہ تعالیٰ) بیس رکعت تراویح پر عامل تھے۔

اعتکاف

اعتکاف کے شرعی معنی ہیں مسجد میں ذکر الٰہی کی نیت سے ٹھہرنا، ٹھہرنے والے کو معتکف کہتے ہیں۔
بیسویں روزے سورج غروب ہونے سے لے کر عید کا چاند ہو جانے تک مسجد میں اعتکاف کرنا مسلمانوں پر سنت مؤکدہ (کفایہ) ہے۔

تمام شہر کے مسلمانوں میں سے کسی ایک نے اعتکاف کر لیا تو سب محلے یا شہر والے بری، ورنہ سب گنہگار۔ حضور پُر نور ﷺ نے فرمایا:

''جس نے رمضان شریف میں دس دنوں کا اعتکاف کیا تو ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کیے''---[بیہقی شریف]

اعتکاف کے چند ضروری مسائل

- ......معتکف کو بیسویں روزے سورج غروب ہونے سے پہلے مسجد میں پہنچ جانا چاہیے اور پھر عید کا چاند ہو جائے تو نکلنا چاہیے۔
- ......مرد کے اعتکاف کے لیے مسجد ضروری ہے اور عورت اپنے گھر میں اس جگہ اعتکاف کرے جو اس نے نماز کے لیے مقرر کی ہے۔
- ......معتکف کے لیے مسجد سے بغیر عذر نکلنا جائز نہیں، یوں ہی عورت بھی اعتکاف کی جگہ سے نہ نکلے۔ مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں:

(۱) طبعی، جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجاء وطہارت، غسل فرض اور وضو (جب کہ غسل و وضو کی جگہ مسجد میں نہ بنی ہو)

(۲) شرعی، جیسے نماز جمعہ کے لیے جانا، نماز جمعہ کے لیے جائے تو اس وقت جب چار سنتیں پڑھ کر خطبے میں شامل ہو سکے۔

اعتکاف ایسی مسجد میں بیٹھنا چاہیے جہاں کم از کم پنج وقتہ نماز کی جماعت ضرور ہوتی ہو، ورنہ معتکف جماعت کے وقت دوسری مسجد میں جماعت میں شامل ہونے کے لیے جا سکتا ہے۔
معتکف کو مسجد میں کھانا پینا جائز ہے مگر اس کو آلودہ نہ کرے۔

شب قدر

رمضان شریف کے آخری دس دنوں کی طاق راتوں (یعنی ۲۱ویں، ۲۳ویں، ۲۵ویں، ۲۷ویں اور ۲۹ویں) میں ایک رات ایسی باعظمت ہے جو قرآن مجید کی رو سے ہزار مہینوں سے بھی افضل ہے۔ اسی رات قرآن پاک لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر نازل ہوا، جب بھی یہ رات آتی ہے، حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ اترتے ہیں اور بیہقی کی ایک روایت کے مطابق ہر قیام و قعود کرنے والے عابد کو دعائیں دیتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے:

''جو شب قدر میں ایمان و اخلاص کے ساتھ قیام کرے، اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں''---[بخاری شریف]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، یارسول اللہ! اگر میں شب قدر کو جان لوں تو اس رات کو کیا پڑھوں؟ فرمایا، یہ عرض کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ---

''الٰہی! تو معاف فرمانے والا ہے، عفو و درگزر کو پسند فرماتا ہے، مجھے بھی معاف فرمادے''---

اکثر صحابہ و تابعین اور بزرگان دین کے نزدیک رمضان کی ستائیسویں رات شب قدر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مذکورہ پانچوں راتیں جاگ کر عبادت میں گزاریں۔ ہمیں چاہیے کہ اس رات کی قدر کریں اور ذوق و شوق کے ساتھ ذکر الٰہی، تلاوت و نوافل اور توبہ و استغفار میں محو رہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا، جو شخص شب قدر میں عشاء کی نماز کے بعد سات مرتبہ سورۃ قدر پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور ستر ہزار فرشتے اس کے لیے جنت کی دعا کریں گے۔

بعض بزرگان دین نے فرمایا، جو شخص شب قدر میں چار رکعت اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد الھٰکم التکاثر ایک بار اور سورۃ اخلاص تین مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ موت کی سختی آسان فرمادے گا اور اس سے عذاب قبر دور کر دیا جائے گا۔

نوافل کفارۂ قضا عمری

جمعۃ الوداع کے دن نوافل قضا عمری پڑھے جاتے ہیں، کچھ لوگ اسے حرام و بدعت کہتے ہیں اور بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر جو فرض نمازیں ادا نہیں کی گئیں وہ اسی میں ادا ہو جاتی ہیں، حالانکہ یہ نماز حرام و بدعت ہے اور نہ اس ایک نماز کے پڑھنے سے باقی نمازیں معاف ہو سکتی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جس کی فرض نمازیں قضا ہوگئی ہوں، اگر وہ اپنے اس فعل پر نادم و شرمندہ ہو کر توبہ کرے اور قضا شدہ نمازیں ادا کرلے اور پھر قضا عمری کے نوافل پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے قضا عمری کی وجہ سے اس کی نمازیں قضا ہونے اور ان میں تاخیر واقع ہونے کا جو گناہ ہوا تھا، وہ معاف بلکہ نیکی میں تبدیل ہو جائے گا۔

نوافل کفارۂ قضا عمری ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جمعۃ الوداع کے دن ظہر اور عصر کے درمیان بارہ رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ، آیت الکرسی، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ایک ایک بار پڑھے۔ اس کو مختصر الاحیاء میں ذکر کیا گیا۔

[تفسیر روح البیان، جلد ۳، صفحہ ۴]

بعض بزرگوں نے نوافل کفارۂ قضا عمری ادا کرنے کا طریقہ یوں لکھا ہے:

''چار رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ آیت الکرسی اور پندرہ مرتبہ سورۃ الکوثر پڑھے، سلام کے بعد ایک سو مرتبہ درود شریف اور ایک سو مرتبہ استغفار پڑھ کر دعا مانگی جائے''---

صدقۂ فطر

نبی محتشم ﷺ نے فرمایا:

''بندے کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان رکا رہتا ہے، جب تک صدقۂ فطر ادا نہ کرے''---[دیلمی]

● ...... مالک نصاب پر اس کی اپنی اور چھوٹے بچے کی طرف سے صدقۂ فطر واجب ہے۔ سنت یہ ہے کہ نماز عید سے پہلے ادا کرے، اگر نہ کرسکا تو بعد میں ادا کرے۔ صاحبِ نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی مالیت کا مالک ہو۔

● ......عید کے دن صبح صادق کے شروع ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے، اس سے پہلے جو فوت ہوا اور اس کے بعد جو پیدا ہوا، دونوں پر نہیں۔

● ......باپ نہ ہو تو دادا اپنے یتیم پوتے پوتیوں کی طرف سے صدقہ ادا کرے۔

● ......تحقیق اور احتیاط کے لحاظ سے گندم سے صدقۂ فطر قریباً سوا دو سیر (یعنی دو کلو پینتالیس گرام) فی کس بنتا ہے۔ (اور جو، کھجور یا کشمش کی مقدار ایک صاع یعنی چار کلو نوے گرام فی کس ادا کرے)

عید الفطر

عید کا دن نہایت متبرک اور فرحت آمیز ہے، اس روز غسل و مسواک کا اہتمام کریں،

عمدہ قسم کی خوشبو لگائیں، نفیس کپڑے پہنیں، عیدگاہ کی طرف پیدل چل کر جانا افضل ہے اور دوسرے راستہ سے آئیں، آتے جاتے آہستہ آہستہ یہ دعا پڑھتے جائیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ---

عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا سنت ہے، اس روز بکثرت صدقہ دینا، عزیزوں دوستوں سے مل کر انھیں مبارک باد دینا اور مصافحہ کرنا چاہیے۔

عید کے بعد کے روزے

حدیث شریف میں ہے:

''جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد چھ دن شوال کے (نفلی) روزے رکھے تو وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا، جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا''---[معجم الاوسط]

(یہ روزے عید سے اگلے ہی دن سے شروع کرنے ضروری نہیں، بلکہ شوال کے مہینے میں اکٹھے یا متفرق جب چاہے رکھ سکتا ہے)

نمازِ عید ادا کرنے کا طریقہ

عید کی نماز دو رکعت واجب ہے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ (ثنا) پڑھیں، پھر ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں، تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں، پھر امام قراءت کرے گا، قراءت کے بعد حسبِ معمول رکوع وسجود کریں، پھر دوسری رکعت میں امام قراءت کرے گا، قراءت کے بعد تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہیں، چوتھی تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں، باقی نماز حسبِ معمول مکمل کریں۔ نماز عید کے بعد خطبہ سننا واجب ہے۔

و ما علینا الا البلاغ

دعاء صحت

خوشبوئے رومی، پیکر مہر و مودّت حضرت علامہ پیر سردار احمد عالم حفظہ اللہ علیل ہیں---اللہ تعالیٰ انھیں شفائے کاملہ عاجلہ سے نوازے---

قارئین کرام سے دعا کی اپیل ہے---[ادارہ]

رمضان المبارک میں وصال فرمانے والی

اہلِ ایمان کی مائیں

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی

حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام خویلد بن اسد تھا۔ سال فیل سے پندرہ سال پہلے پیدا ہوئیں، پہلے ابو ہالہ اور اس کے بعد عتیق بن عابد مخزومی کے عقد میں آئیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نہایت امیر کبیر خاتون تھیں اور تجارت کرتی تھیں۔ باپ اور شوہر کی وفات کے بعد اپنے مختلف اعزہ کے ہاتھ مختلف علاقوں میں سامان تجارت بھیجا کرتی تھیں۔ ان دنوں مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور امانت کا بہت چرچا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجارتی سامان لے جانے کی پیش کش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پیش کش کو قبول فرمالیا اور پہلے سے کہیں زیادہ نفع پیش کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرافت اور دیانت سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت متاثر ہوئیں اور اپنے چچا کی معرفت نکاح کا پیغام بھیجا جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمالیا۔ ابو طالب نے نکاح پڑھایا۔ نکاح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پچیس سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس تھی۔

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف یہ کہ سب سے پہلے اسلام قبول کیا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغِ اسلام میں کافی مدد کی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر ابو ہالہ سے دو لڑکے پیدا ہوئے، جن کا نام ہالہ اور ہند تھا۔ دوسرے شوہر عتیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، جس کا نام ہندہ تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے چھ بچے ہوئے، سب سے پہلے حضرت قاسم پیدا ہوئے، انہیں کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابو القاسم تھی، ان کا صغرسنی میں مکہ مکرمہ میں انتقال ہو گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت زینب، پھر حضرت عبداللہ پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ چوں کہ زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے، اس لیے ان کا لقب طیب و طاہر تھا۔ ان کے بعد علی الترتیب حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور

حضرت فاطمہ زہراء پیدا ہوئیں۔ رضی اللہ عنہم

شیعہ حضرات سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باقی صاحب زادیوں کا انکار کرتے ہیں، اس لیے مستند اور معتبر کتب شیعہ سے چند حوالے پیش خدمت ہیں:

تَزَوَّجَ خَدِیْجَۃَ وَ ھُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً، فَوُلِدَ لَہٗ مِنْھَا قَبْلَ مَبْعَثِہٖ الْقَاسِمُ وَ رُقَیَّۃُ وَ زَیْنَبُ وَ اُمُّ کُلْثُوْمَ وَ وُلِدَ لَہٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّیِّبُ وَ الطَّاھِرُ وَ فَاطِمَۃُ---

[محمد بن یعقوب کلینی، متوفی ۳۲۹ھ، اصول کافی مع کتاب الشافی، جلد ا، صفحہ ۵۴۴]

در قریب الاسناد از حضرت صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب---

[شیخ عباس قمی، منتھی الامال، صفحہ ۱۰۸]

''بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد جناب خدیجہ کے بطن سے طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب ہیں''---

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد پچیس برس تک زندہ رہیں اور گیارہ رمضان کو نبوت کے دسویں سال میں فوت ہوئیں۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے بہت محبت تھی۔ ان کی زندگی میں آپ نے دوسری شادی نہیں کی اور ان کے وصال کے بعد اکثر ان کو یاد کرتے رہتے تھے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا عظیم المرتبت صحابیہ ہیں۔ فقاہت میں آپ کا بہت بلند مقام تھا اور مسائل دینیہ میں عموماً صحابہ کرام آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ نبوت کے دسویں سال میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنے حبالہ عقد میں داخل کر لیا۔ عام روایات میں یہ تصریح ہے کہ اس وقت آپ کی عمر چھ سال تھی، لیکن اگر اس بات پر غور کیا جائے کہ صاحب اکمال فی اسماء الرجال کی تصریح کے مطابق آپ کی بہن اسماء رضی اللہ عنہا آپ سے دس سال بڑی تھیں اور اصابہ اور اسد الغابہ میں تصریح ہے کہ ہجرت کے وقت حضرت اسماء کی عمر ستائیس سال تھی۔ اس حساب سے ہجرت کے وقت حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر سترہ سال قرار پاتی ہے اور نکاح کے وقت چودہ سال! دو ہجری میں آپ کی رخصتی عمل میں آئی۔ تمام ازواج مطہرات میں آپ تنہا زوجہ ہیں جو کنواری تھیں اور آپ ہی وہ منفرد زوجہ ہیں جن کے بستر پر قرآن عظیم کی آیات نازل ہوتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ ہی سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ آپ ہی کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آخری بیماری کے ایام گزارے۔ آپ ہی کے سینہ پر سر مبارک رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

''رفیق اعلیٰ'' سے جا ملے اور آپ ہی کا حجرہ مبارکہ گنبد خضراء بنا اور اس نے وہ رفعتیں پائیں جو عرش عظیم کو بھی حاصل نہیں ہیں۔

آپ کی برکت سے امت کو تیمّم کی سہولت حاصل ہوئی۔ آپ ہی کی پاک دامنی بیان کرنے کے لیے سورۂ نور کی متعدد آیات نازل ہوئیں اور حد قذف کا قانون بنا۔ حضور ﷺ نے آپ کے حق میں فرمایا:

لَا تُؤْذِیْنِیْ فِیْ عَائِشَۃَ---[بخاری، جلد۱، صفحہ۳۵۱]

یعنی حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اذیت دینا حضور ﷺ کو اذیت دینا ہے۔ ثرید (گوشت کا سالن جس میں روٹی کے ٹکرے ڈالے جائیں)، گوشت سے بننے کی بنا پر از روئے حدیث تمام کھانوں سے افضل ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا، عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسی ثرید کی تمام کھانوں پر۔

[بخاری، جلد۱، صفحہ۵۳۲]

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سترہ رمضان اٹھاون ہجری میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ آپ کو بکثرت احادیث محفوظ تھیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ رسول کو جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے حل کا علم تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دو ہزار دو سو دس احادیث روایت کی ہیں۔

[عمدۃ القاری، جلد۱، صفحہ۳۸]

❁❁❁❁❁

بحضور اہلِ بیتِ سرورِ موجودات حضرات ازواج مطہرات

جو منکرِ قرآں ہے مسلمان نہیں
مومن تو وہ کیا ہو سکے ، انسان نہیں
ازواجِ نبی کو ماں نہ مانا جس نے
اس شخص کا کوئی دین ایمان نہیں

سید نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تربیتِ نبوی کا عظیم شاہ کار
امیر المومنین سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ

ملک محبوب الرسول قادری

امیر المومنین سیدنا حیدرِ کرار مولا علی رضی اللہ عنہ تاریخِ انسانیت کی عظیم عظمتوں کے حامل ہیں، جو کہ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کے اندر پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاں آغوشِ نبوت میں تربیت پائی، وہ تربیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم شاہ کار ہیں--- پیدا ہوئے تو آنکھیں بند تھیں، کسی کو گمان ہوا کہ شاید نومولود آنکھوں سے محروم ہے، انہیں کیا خبر کہ خدا کے گھر میں پیدا ہونے والا، پوری خدائی کو عرفان کا نور تقسیم کرے گا--- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں انھیں لایا گیا اور ان کو بھائی دکھایا گیا، رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نومولود کو ہاتھوں پہ اٹھایا اور فرمایا:

علی! ہمیں دیکھو--- نام خود ہی رکھا---

حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھولیں اور چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی--- کائناتِ انسانی میں مولا علی رضی اللہ عنہ وہ واحد ہستی ہیں، جن کی پہلی نگاہ نے چہرۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بوسے لیے اور اعلانِ نبوت کے وقت گیارہ برس کی عمر میں کوئی دلیل طلب کیے بغیر ایمان لائے---

اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا:

مسلم اوّل شہِ مرداں علی
عشق را سرمایۂ ایماں علی

آپ نے تاریخ کے مہیب اندھیرے میں حق وصداقت کا چراغ روشن کیا اور اپنی بے مثال جواں مردی وشجاعت سے پرچم اسلام کو ہمیشہ سربلند رکھا---مولا علی رضی اللہ عنہ کے لیے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے---منافق، علی سے محبت نہیں رکھتا اور مومن، علی سے بغض نہیں رکھتا---جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی مولا ہے---حق کے ساتھ علی اور علی کے ساتھ حق ہے---جس نے علی کو گالی دی، اس نے مجھے گالی دی---میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے---علی کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے''---

ہجرت کی شب بستر رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر استراحت فرمائی---جرأت وبہادری کا یہ عالم تھا کہ غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے---غزوۂ تبوک میں جانے سے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نے منع فرمایا تو شوقِ شہادت سے لبریز دل رکھنے والے علی رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کی:

''یارسول اللہ! آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں''---

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَا عَلِیُّ، أَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی، اِلَّا أَنَّہٗ لَیْسَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ---[مسند امام احمد، رقم الحدیث: ۲۷۴۶۷]

''اے علی! میری امت میں تمہاری مثال ایسے ہے، جیسے ہارون کے بعد موسیٰ تھے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں''---

غزوۂ بدر میں ستر (۷۰) کفار ومشرکین قتل ہوئے اور ان میں سے اکیس مشرکین کو مولا علی رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غزوۂ خیبر کی فتح کا جھنڈا بھی مولا علی رضی اللہ عنہ کو عطا کیا اور وہ امام زمن، شاہِ خیبر شکن بنے---آپ ہی کی ذوالفقار نے مرحب (عمر بن عبدود) کے دو ٹکڑے کیے---

کون نہیں جانتا کہ آپ دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، زوجِ بتول ہیں، امیر المومنین ہیں،

خلیفۃ المسلمین ہیں، وزیر مصطفیٰ ﷺ ہیں، فاتحِ خیبر ہیں، مخزنِ انوارِ رحمت ہیں، منبع علم و عرفان ہیں---ان کی زندگی سادگی، جہاد فی سبیل اللہ، صبر وشکر اور ایثار کا اعلیٰ نمونہ تھی---شیر خدا رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی میں علم و عرفان، زہد وتقویٰ، شجاعت و سخاوت اور عفو و درگزر جیسی اعلیٰ صفات بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں---

آپ رضی اللہ عنہ پر ہجرت کے چالیسویں سال ۱۷؍رمضان المبارک کو ایک شقی ازلی عبدالرحمٰن ابن ملجم نے زہر بجھے خنجر سے نمازِ فجر کے وقت جامع مسجد کوفہ میں حملہ کیا اور آپ نے ۱۹ یا ۲۱؍رمضان المبارک ۴۰ھ کو شہادت پائی:

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بہ کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

سچی بات یہ ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ وہ بلند مرتبہ انسان ہیں، جو ہر پہلو سے علی اور صرف علی ہے---وہ خود ہی علی نہیں بلکہ ان کا نام بھی علی ہے، ان کا کام بھی علی ہے اور ان کا مقام بھی علی ہے---

امیر المومنین مولا علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے خبر دی تھی:

''مومن تجھ سے محبت اور منافق تجھ سے عداوت رکھیں گے اور مجھے خدا نے قسیم کوثر بنایا''---

اس کے بعد مولا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

اَنَا قَسِیْمُ النَّار---

کسی نے پوچھا کہ علی اور دوزخ تقسیم کریں؟---آپ کیسے دوزخ تقسیم کرتے ہیں؟---فرمایا:

''جس کو میں جنت کا ٹکٹ نہیں دوں گا، وہ لامحالہ جہنم کا ایندھن بنے گا''---

حرمتِ دین کا رکھوالا علی مولا ہے
علم کے شہر کا دروازہ علی مولا ہے
جس کی خوشبو سے گلستانِ بدن مہکا ہے
صحنِ دل میں وہ گلِ تازہ علی مولا ہے

❀❀❀❀❀

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

نورِ چشمِ مصطفیٰ ، خیر النساء　　زوجۂ شیرِ خدا ، خیر النساء

زینتِ بزمِ حیا ، خیر النساء　　فخر و نازِ مرتضیٰ ، خیر النساء

مادرِ حسنین وہ عظمت مآب　　یعنی بی بی فاطمہ ، خیر النساء

بیبیانِ خلد کی سردار ہیں　　سیدہ ، زیب النساء ، خیر النساء

رشکِ اہلِ تقویٰ و فقر و غنا　　پیکرِ صبر و رضا ، خیر النساء

فیضیابِ بارگاہِ ذاتِ حق　　مظہرِ خیر الوریٰ ، خیر النساء

وہ خدا کے لاڈلے کی لاڈلی　　بے نقائص ، باوفا ، خیر النساء

عکسِ خلقِ رحمتِ کون و مکاں　　بے رداؤں کی ردا ، خیر النساء

میرے سب امراض کا کامل علاج　　آپ کی بس اک دعا ، خیر النساء

داستاں ہے آپ کے ایثار کی　　بر زبانِ کربلا ، خیر النساء

تیرے خادم چاند، سورج، سال، ماہ　　تیری لونڈی ہے صبا ، خیر النساء

ہدیۂ حسنِ عقیدت ہو قبول　　اے کرم کی انتہا ، خیر النساء

بھیک دے شہزاد کو اخلاص کی
ہے یہی بس التجا ، خیر النساء

علامہ محمد شہزاد مجددی

معرکۂ بدر اور اس کے اسباق

ڈاکٹر حافظ معاذ احمد نوری قادری

فلسفۂ جہاد

اس ارضِ خاکی پر انسانی معاشرہ ایک چمن کی مانند ہے اور اسلام اس کا باغبان ہے۔ جب درخت بیمار ہو جائیں اور شاخیں ایک دوسرے میں الجھ کر نفع کی بجائے بے ثمر ہو جائیں تو باغ کا محافظ ان کی شاخ تراشی کرتا ہے۔ بظاہر یہ عمل عجیب سا لگتا ہے کہ جن شاخوں کو خود پانی دے کر سینچا، اب خود انہیں کاٹنے لگا۔ اسی طرح جب لوگوں میں رحم و کرم، عدل وانصاف، خدمتِ انسانیت اور خیر کی صلاحیتیں مفقود ہو جائیں تو حالات ایسے بنتے ہیں کہ جنگ کے ذریعے انسانی شاخ تراشی ہو، تاکہ معاشرے سے نقصان دہ عناصر کا خاتمہ ہو اور خیر کی قوتیں پروان چڑھیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا---[ا]

”اگر اللہ پاک بعض لوگوں کے ذریعے بعض کا دفاع نہ کرتا تو خانقاہیں، گرجے، کلیسے اور مسجدیں گرادی جاتیں، جن میں اللہ پاک کا نام کثرت سے

ذکر کیا جاتا ہے‘‘---

حق و باطل کے دو گروہ

انسانی زندگی کے آغاز سے ہی خیر و شر کی دو قوتیں منظر پر آتی ہیں، جن کے درمیان مقابلہ جاری ہوا اور یہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ایک قوت کا نام ’’ایمان‘‘ جب کہ دوسری کا نام ’’کفر‘‘ ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ---[۲]

’’اہلِ ایمان جنگ کرتے ہیں اللہ پاک کے راستے میں، اور جو کافر ہیں وہ جنگ کرتے ہیں طاغوت کے راستے میں، (اے ایمان والو!) تم جنگ کرو شیطان کے دوستوں سے‘‘---

جہاد اسلامی کا پس منظر

طاغوت اور شیطان کے حواری دنیوی مفاد کی خاطر لڑتے ہیں۔ ان کے پیشِ نظر مادی مفادات ہوتے ہیں۔ اقوام کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا، دیگر ممالک کی معدنیات، ذخائر و وسائل پر قبضہ کرنا اور تجارتی منڈیاں قائم کرنا مقصود ہوتا ہے۔ مگر حق کے ماننے والے دنیوی مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے محض خدمتِ انسانی اور منفعتِ انسانی اور اِعلائے کلمۃ اللہ کے لیے میدانِ عمل میں آتے ہیں، تا کہ معاشرے میں حریت و مساوات، عدل و انصاف اور نیکی و تقویٰ کی قوتیں پروان چڑھیں۔

غزوۂ بدر کا پس منظر

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مکی دور میں قریشِ مکہ نے اپنے طاغوتی نظام کے تحفظ کے لیے اہلِ اسلام پر اس قدر مظالم ڈھائے کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر مکہ مکرمہ سے تقریباً تین سو میل دور یثرب (مدینۃ النبی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں غریب الوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے۔ اولیاءِ شیطان کو اس پر بھی چین نہ آیا تو یہود و منافقین کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے جال بننے لگے۔

اقتصادیات کا تحفظ

کفارِ مکہ کو ان کے جارحانہ رویوں اور مذموم مقاصد سے باز رکھنے کے لیے ضروری تھا

کہ اہلِ اسلام قریشِ مکہ کی تجارتی شاہراہ (جو مدینہ منورہ کے قریب سے گزرتی تھی) پر اپنی گرفت مضبوط کرتے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد ان قبائل سے دوستی کے معاہدے کیے جو تجارتی شاہ راہ کے قریب واقع تھے۔[۳]

قریشِ مکہ نے مہاجرین کے اموال وجائیداد پر غاصبانہ قبضہ کرلیا تھا۔اپنے مغصوبہ اموال کو واپس لینا ان کا قانونی اوراخلاقی حق تھا، اس لیے نبی پاک ﷺ نے ان کے تجارتی کاروانوں پر چھاپہ مارنے کے لیے یہ مہمات روانہ فرمانا شروع کیں۔ اگر مسلمان اس تجارتی شاہراہ پر قابض ہوجاتے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلنا تھا کہ اہلِ مکہ کو عراق کا راستہ اختیار کرنا پڑتا، جو بڑا طویل اوردشوار گزار تھا۔[۴]

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اوراپنے دیرینہ دوست امیہ بن خلف کے پاس ٹھہرے۔ دوپہر کے وقت امیہ انہیں ساتھ لے کر حرم کعبہ طواف کے لیے گیا۔ ابوجہل نے دیکھ کر دھمکی لگائی کہ اگر امیہ تیرے ساتھ نہ ہوتا تو تم زندہ اپنے گھر واپس نہ جاسکتے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے جواب دیا کہ اگر تم مجھے طوافِ کعبہ سے روکو گے تو میں تمہارا تجارتی راستہ بند کردوں گا۔[۵]

سنہ دو ہجری میں ابوسفیان کی سربراہی میں ایک قافلۂ تجارت سرزمینِ شام کی طرف سفر کرتا ہے۔ جب اس کی واپسی کا وقت قریب ہوا تو نبی پاک ﷺ اپنے 313 یا 315 جاں نثاروں کے ساتھ بارہ رمضان المبارک بروز ہفتہ قافلہ کی جستجو میں روانہ ہوئے۔ جب یہ قافلہ حجاز کی حدود میں داخل ہوا تو ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ اپنے اصحاب کے ہمراہ اس کی تلاش میں ہیں۔ چنانچہ اس نے ضمضم غفاری کے ذریعے مکہ پاک میں پیغام بھیجا کہ اپنے قافلے کو بچانے کے لیے نکلیں ،خود اپنے قافلہ کو لے کر ساحلِ سمندر کی طرف نکلا اور مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوگیا۔[٦]

باطل پرستوں کے سامنے اپنے ذاتی دنیوی مفادات ہوتے ہیں،جن کے تحفظ کے لیے وہ اپنی توانائیاں صرف کرتے ہیں۔قریشِ مکہ کو خانہ کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے جو اعزاز ووقار اہلِ عرب میں حاصل تھا، اس نے انہیں تکبر ونخوت میں مبتلا کردیا تھا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام سے جو انہیں نسبت تھی ، اس سے وہ اپنے آپ کو دیگر عرب سے برتر سمجھتے تھے۔ اسلام مساوات کا

دین ہے، جس کو قبول کرنے سے ان کے ذاتی مفادات پر ضرب لگتی تھی، اس لیے انہوں نے مخالفت و مزاحمت کا راستہ اختیار کیا اور اسلام کو مٹانے کے لیے اپنی پوری قوت کے ساتھ میدانِ بدر میں براجمان ہوئے۔

قافلۂ تجارت کا ارادہ

نبی اکرم ﷺ اپنے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ قریشِ مکہ کے تجارتی قافلہ کو روکنے کے لیے نکلے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هٰذَا أَبُوْ سُفْيَانَ قَافِلًا بِتِجَارَةِ قُرَيْشٍ ، فَاخْرُجُوْا لَهَا ، لَعَلَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنَفِّلُكُمُوْهَا---[۷]

''ابوسفیان اپنے قافلۂ تجارت کے ساتھ آ رہا ہے، نکلو، شاید اللہ پاک ان کے اموال تمہیں عطا فرما دے''---

روانگی کے وقت صحابہ کرام کے پاس ایک گھوڑا اور اسّی اونٹ تھے۔ آپ ﷺ نے تین تین صحابہ کے لیے ایک ایک اونٹ مقرر فرمایا۔ نبی پاک ﷺ جب اپنی باری کا سفر سواری پر کر چکے اور نیچے اترنے کا ارادہ فرمایا تو آپ کے دو ساتھیوں نے سواری کے لیے اپنی باریاں پیش کرنا چاہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا أَنْتُمَا بِأَقْوٰى مِنِّيْ عَلَى الْمَشْيِ وَ مَا أَنَا بِأَغْنٰى عَنِ الْأَجْرِ مِنْكُمَا---[۸]

''(اے ساتھیو!) نہ تم دونوں مجھ سے طاقت میں زیادہ ہو اور نہ ہی میں تمہاری نسبت اجر سے بے نیاز ہوں''---

مرج الظبیہ کے مقام پر کم عمر بچوں کو واپس بھیجا گیا۔ عمیر بن ابی وقاص (سولہ سالہ نوعمر) کو واپسی کا حکم ملا تو وہ رونے لگے۔ حضور ﷺ نے انہیں ساتھ چلنے کی اجازت فرمائی جو میدانِ بدر میں شہید ہوئے۔[۹]

بئرِ سُقْیَا پر پہنچ کر حضور ﷺ نے پانی نوش فرمایا اور صحابہ کو بھی پانی پینے کا حکم فرمایا۔ نماز بھی ادا فرمائی اور یہ دعا بھی فرمائی:

''اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے، انہوں نے تجھ سے اہلِ مکہ کے لیے دعا مانگی تھی اور میں محمد (ﷺ) تیرا بندہ اور

تیرا نبی ہوں، میں تجھ سے اہلِ مدینہ کے لیے دعا مانگتا ہوں کہ تو ان کے لیے ان کے صاع میں، ان کے مد میں اور ان کے پھلوں میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! مدینہ منورہ کو ہمارے لیے محبوب بنا دے اور جو وبائی امراض ہیں انہیں خُم میں بھیج دے۔ اے اللہ! میں نے مدینہ کے دو کناروں کے درمیانی علاقہ کو حرم بنا دیا ہے، جس طرح تیرے خلیل ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا‘‘---[۱۰]

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب یہاں سے مزید آگے بڑھنے لگے تو یوں دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ إِنَّھُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْھُمْ، وَ عُرَاةٌ فَاکْسُھُمْ، وَ جِیَاعٌ فَأَشْبِعْھُمْ، وَ عَالَةٌ فَأَغْنِھِمْ مِنْ فَضْلِكَ---[۱۱]

’’اے اللہ! یہ پیادہ ہیں انہیں سواریاں عطا فرما، یہ ننگے ہیں انہیں لباس عطا فرما، یہ بھوکے ہیں انہیں سیر فرما اور یہ مفلس ہیں انہیں اپنے فضل سے غنی فرما‘‘---

لشکرِ قریش کی روانگی

ضمضم غفاری کے اعلان کے بعد اہلِ مکہ نے پُر جوش انداز میں لشکر سازی کی، جن کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ سو زِرہ پوش اور سو گھوڑے اس میں شامل تھے۔ ان کے ساتھ رقص کرنے والی کنیزیں جو دَف بجا کر اور گیت گا کر جوش دلا رہی تھیں[۱۲] لشکر کفار جُحفَہ کے مقام پر خیمہ زن تھا، ابو جہل کے پاس ابو سفیان کا قاصد پیغام لے کر پہنچا کہ قافلہ محفوظ مقام پر پہنچ گیا ہے، لہٰذا آپ لوگ واپس مکہ لوٹ جائیں۔ ابو جہل نے اس پیغام کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ہم بدر پہنچیں گے، تین دن قیام کریں گے، اونٹ ذبح کر کے لشکر کو کھلائیں گے، شراب پئیں گے تا کہ دشمن مرعوب ہو[۱۳] لشکر کفار میدانِ بدر میں پہنچا اور دور کے کنارے (العدوة القصوى) پر خیمے نصب کر دیے۔

لشکرِ اسلام کی بدر روانگی

ذفران کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قافلہ بچ کر نکل گیا، لیکن قریش مکہ کا لشکر جرار بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار و مہاجرین سے مشورہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اپنے جذبۂ جان نثاری کا اظہار فرمایا۔ پھر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! ہم آپ کو وہ جواب نہیں دیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا کہ آپ جائیں اور آپ کا رب جا کر لڑیں، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ (ہم عرض کرتے ہیں) آپ تشریف لے چلیں، آپ کا رب ساتھ ہو، جنگ کریں، ہم بھی آپ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے..........''---[۱۴]

اس موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

...... فَوَالَّذِی بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَوِ اسْتَعْرَضْتَ بِنَا الْبَحْرَ فَخُضْتَهُ لَخُضْنَاهُ مَعَكَ، مَا تَخَلَّفَ مِنَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ..........---[۱۵]

''قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اگر آپ ہمیں سمندر کے سامنے لے جائیں اور خود اس میں داخل ہو جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ سمندر میں چھلانگ لگا دیں گے، ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہیں رہے گا''---

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے اور بدر تشریف لائے، جو مدینہ منورہ سے تقریباً اسّی میل دور جنوب مغرب کی جانب واقع ہے۔ بدر میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تجویز کے مطابق ایک ٹیلے پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک عریش (چھپر) بنا دیا گیا، جس میں آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی حفاظت پر مامور تھے۔ یہ جمعۃ المبارک کی رات تھی۔ سارا لشکرِ اسلام رات کو محوِ استراحت رہا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے نیچے پوری رات مصروفِ نماز رہے۔[۱۶]

میدان بدر میں لشکر کفار

دشمنانِ اسلام کی تعداد جنگِ بدر میں اہلِ اسلام سے تین گنا تھی۔ اہلِ باطل کے پاس سو گھوڑے، سو زرہ پوش جنگ جو، چھ سو اعلیٰ نسل کے اونٹ جو بار برداری کے علاوہ تھے۔ رات کو ان کے ہاں عیش طرب کی محفل سجتی، جس میں رقاصائیں اور گانے والیاں ان کے جذبات کو بھڑکاتیں اور شراب کے جام چلتے۔[۱۷]

میدان بدر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

یوم بدر میں لشکرِ اعداء کی تعداد کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ رو کھڑے ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور اپنے رب سے مانگتے ہیں، اس قدر مبالغہ کرتے ہیں کہ آپ کی چادر مبارک

آپ کے کندھوں سے نیچے گر جاتی ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر چادر آپ کے کندھوں پر ڈالتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت کو اپنے سینہ سے لگا کر عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے تو اپنے رب سے مانگنے کی انتہا کر دی، وہ اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور فرشتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی مدد کی نوید سنائی۔[۱۸]

معرکہ آرائی

میدانِ بدر میں جنگ کا آغاز انفرادی لڑائی سے ہوا، پھر دونوں لشکر گتھم گتھا ہو گئے۔ نبی الملاحم اپنے عریش میں دست بدعا ہیں۔ یہ بھی عرض کیا:

اَللّٰھُمَّ إِنَّكَ إِنْ تُھْلِكْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ، لَا تُعْبَدُ بَعْدَھَا فِی الْاَرْضِ---[۱۹]

''اے اللہ! اگر تو نے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر اس زمین پر تیری عبادت بھی نہیں کی جائے گی''---

اس دعا میں ادائے محبوبانہ واضح سمجھ آ رہی ہے۔ پھر اللہ پاک کی مدد فرشتوں کی صورت میں آن پہنچی۔ ابلیس جو سراقہ بن مالک کی صورت میں کفار کی مدد کر رہا تھا، اس کی نظر جب فرشتوں پر پڑی تو وہ میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا اور کہتا جا رہا تھا:

اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ ط وَ اللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِo---[۲۰]

''بے شک میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے، میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، اللہ پاک سخت سزا دینے والا ہے''---

سراقہ کی صورت میں شیطان کے فرار ہونے سے لشکر کفار کے حوصلے پست ہو گئے۔ جبریل علیہ السلام کے عرض کرنے پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ مبارک میں ریت کے کنکر لے کر کفار کی طرف پھینکے اور ارشاد فرمایا:

شَاھَتِ الْوُجُوْہُ! اَللّٰھُمَّ، اَرْعِبْ قُلُوْبَھُمْ وَ زَلْزِلْ أَقْدَامَھُمْ---[۲۱]

''اے اللہ! ان کے چہروں کو بگاڑ دے، ان کے دلوں کو مرعوب کر دے اور ان کے قدم ڈگمگا دے''---

پھر وہی ہوا جو ہونا تھا، کفار سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے، زرہوں کا بوجھ اتار کر پھینکتے چلے گئے، کچھ مقتول ہوئے کچھ قیدی بنے۔اس امت کا فرعون ابوجہل واصلِ جہنم ہوا، جسے حضرت عفراء کے دو بیٹوں معاذ اور معوذ نے قتل کیا۔آخر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹ کر بارگاہِ رسالت میں پیش کیا۔آپ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَعَزَّ الْاِسْلَامَ وَ أَھْلَہٗ---[۲۲]

''اللہ پاک کا شکر ہے جس نے اسلام اور اہلِ اسلام کو عزت عطا فرمائی''---

اس امت کے فرعون کے واصلِ جہنم ہونے سے یہ بات کھل کر اہلِ دنیا کے سامنے آجاتی ہے:

وَ لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَ لِرَسُوْلِہٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ٥---[۲۳]

''ساری عزتیں تو اللہ پاک، اس کے رسول اور اہلِ ایمان کے لیے ہیں
مگر منافقین اس بات کو جانتے نہیں''---

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو بھیجا کہ وہ اہلِ مدینہ کو فتح کی خوش خبری سنائیں۔ یہ خبر سن کر بچے خوشی سے دیوانہ وار گلیوں میں دوڑنے لگے اور بڑے خوشیاں منانے لگے۔[۲۴]

اس جنگ میں بہت سا مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا، سب سے بڑی بات کہ اس فتح سے اسلام اور اہلِ اسلام کو عزت و وقار ملا۔

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے، قطار اندر قطار اب بھی

نتائج

❶ جب اخلاقی قدریں پامال ہو جائیں تو نوبت جنگوں تک پہنچتی ہے تاکہ نقصان دہ عناصر کا خاتمہ ہو۔

❷ اہلِ حق اعلاءِ کلمۃ اللہ اور انسانی فلاح کے لیے لڑتے ہیں، جب کہ اہلِ باطل اپنے دنیوی مفاد کی خاطر لڑتے ہیں۔

❸ دشمن کو زیرِ نگیں رکھنے کے لیے اپنی اقتصادیات کو مضبوط بنانا اور تجارتی شاہراہوں پر

تسلط قائم رکھنا اہلِ اسلام کے لیے لازم ہے۔

4 محارب دشمن کے اقتصادی وسائل پر قبضہ کرنا اہلِ اسلام کے لیے جائز ہے، تا کہ ان کے شر سے بچا جا سکے۔

5 اجتماعی کام میں جب سربراہ مساویانہ اصولوں کی پاس داری کرتا ہے تو نہ صرف اس کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ عوام کے دلوں میں اس کے لیے محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

6 آج مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تمام بہاریں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا کا صدقہ ہیں۔

7 بے سروسامانی کی حالت میں اہلِ حق جب میدان عمل میں نکل پڑتے ہیں تو پھر نصرتِ خداوندی ان کے شاملِ حال ہوتی ہے۔

مصادر و مراجع

۱...... الحج ،۲۲:۴۰

۲...... النساء ،۴:۷۶

۳......الازہری ،محمد کرم شاہ ،ضیاء النبی ،۳/۲۵۵ ،ضیاء القرآن پبلی کیشنز ،لاہور ۲۰۱۲ء

۴......مرجع سابق ،۳/۲۵۶

۵......مرجع سابق ،۳/۲۵۳

۶......شامی ،محمد بن یوسف (م۹۴۲ھ)، سبل الهدیٰ و الرشاد فی سیرة خیر العباد ، ۴/۱۹ ،مکتبہ نعمانیہ ،پشاور

۷......ضیاء النبی ،۳/۲۹۴

۸...... سبل الهدیٰ ،۴/۲۴

۹......ضیاء النبی ،۳/۳۰۷

۱۰...... سبل الهدیٰ ،۴/۲۳

۱۱......مرجع سابق

۱۲......ضیاء النبی ،۳/۳۰۲ ،۳۰۱

۱۳...... سبل الهدیٰ ،۴/۲۹

۱۴......ضیاء النبی ،۳/۳۱۱

۱۵......مرجع سابق ،۳/۳۱۲

۱۶...... سبل الهدیٰ ،۴/۳۰

۱۷......ضیاء النبی ،۳/۳۲۲

۱۸...... سبل الهدیٰ ،۴/۳۷

۱۹......ضیاء النبی ،۳/۳۳۵

۲۰...... سبل الهدیٰ ،۴/۴۲

۲۱......ضیاء النبی ،۳/۳۴۹

۲۲...... سبل الهدیٰ ،۴/۵۱

۲۳...... المنافقون ،۶۳:۸

۲۴...... سبل الهدیٰ ،۴/۵۷

✧✧✧✧✧

زکوٰۃ، عشر اور صدقات

پروفیسر علامہ خلیل احمد نوری کی سدا بہار تحریر

ہر صاحبِ نصاب مسلمان عاقل، بالغ، مرد و عورت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ نصاب سے مراد مال کی وہ کم از کم مقدار ہے، جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ اس سے کم مال پر فرض نہیں، بشرطیکہ اس مال پر پورا سال گزر جائے۔ مال کا مالک اتنا مقروض نہ ہو کہ اگر قرض ادا کر دے تو یہ مال نصاب سے کم ہو جائے۔ مزید یہ کہ یہ مال حاجات اصلیہ (بنیادی ضروریاتِ زندگی) سے زائد ہو اور اس پر مکمل سال گزر جائے۔

عام طور پر یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ گھر کا سربراہ زکوٰۃ ادا کر دے تو سب کی طرف سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ یہ درست نہیں بلکہ گھر کا جو فرد قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کا مالک ہو، اس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کس تاریخ کو ادا کریں؟

شریعت نے زکوٰۃ کے لیے کوئی ایک تاریخ مقرر نہیں کی، چونکہ کسی شخص پر اسی وقت زکوٰۃ فرض ہوتی ہے جب وہ پہلی مرتبہ صاحبِ نصاب ہوا اور اس کے مالِ زکوٰۃ پر سال مکمل ہو جائے، اس لیے ہر شخص کی تاریخ زکوٰۃ وہی ہے جب وہ پہلے روز صاحب نصاب بنے۔ مثلاً ایک شخص یکم رمضان المبارک کو صاحب نصاب بنا، لہٰذا آئندہ سال یکم رمضان اس کی تاریخ زکوٰۃ مقرر ہوگی اور وہ ہر سال یکم رمضان کو زکوٰۃ ادا کرے گا۔ جن لوگوں کو یہ یاد نہ ہو کہ وہ پہلی بار کب صاحبِ نصاب ہوئے، ان کے لیے ضروری ہے کہ اب کوئی ایک تاریخ مقرر کر لیں اور آئندہ ہر سال اسی تاریخ کو زکوٰۃ ادا کریں۔ سال کے درمیان میں شامل ہونے والے مال کے لیے الگ تاریخ مقرر نہیں کی جائے گی۔

مال کی کون سی اقسام پر زکوٰۃ فرض ہے؟

سونا، چاندی، رقوم (پرائز بانڈز، شیئرز، سرٹیفکیٹس اس میں شامل ہیں)، مالِ تجارت، زمینی پیداوار، مویشی اور معدنی دولت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ گھریلو سامان مثلاً سلائی مشین،

فریج، ائیر کنڈیشنر، کولر، فرنیچر، قالین، ملبوسات، سواری، حفاظتی اسلحہ، رہائشی مکانات، دکانیں، کاریگروں کے آلات، کارخانے کی مشینری، عمارت اور گاڑیاں وغیرہ قابلِ زکوٰۃ اثاثے نہیں ہیں، اس لیے ان پر زکوٰۃ لازم نہیں۔

سونے، چاندی اور کرنسی میں زکوٰۃ کا نصاب اور شرح

شریعت نے مال کی ایک حد مقرر کی ہے، اگر اس حد سے کم مال ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں۔ مال کی یہ کم از کم مقدار زکوٰۃ کا نصاب کہلاتی ہے۔

سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے، اس سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔ چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے، اس سے کم چاندی پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ موجودہ اعشاری نظام کے مطابق ساڑھے سات تولہ سونے کا وزن ستاسی (۸۷) گرام چار سو اناسی (۴۷۹) ملی گرام بنتا ہے۔ ساڑھے باون تولہ چاندی کا وزن چھ سو بارہ (۶۱۲) گرام اور چھتیس (۳۶) ملی گرام ہے۔ سونے، چاندی میں زکوٰۃ کی شرح چالیسواں حصہ ہے۔ اس دور میں عام طور پر ادائیگیاں کرنسی کے ذریعے ہوتی ہیں، لہٰذا جس روز سونے چاندی کے نصاب کی تاریخ بنے اس روز مارکیٹ میں سونے چاندی کی قیمت معلوم کر لی جائے، پھر اس مجموعی مالیت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کی جائے۔ سو روپیہ پر اڑھائی روپے، ایک ہزار پر پچیس روپے اور ایک لاکھ پر پچیس سو (2500) روپے زکوٰۃ بنے گی۔

(مثلاً آج مورخہ 21/فروری 2024ء کو چاندی کا نرخ دو ہزار پانچ صد تیس (2530) روپے فی تولہ ہے، اس حساب سے چھ سو بارہ گرام اور چھتیس ملی گرام کی قیمت ایک لاکھ بتیس ہزار آٹھ صد پچیس (1,32,825) روپے ہے، اتنی رقم کا مالک صاحبِ نصاب ہے۔)

سونا یا چاندی ڈلی کی صورت میں ہو یا زیور کی صورت میں، جس شکل میں ہو، جب کہ وہ نصاب کے مطابق ہو، زکوٰۃ واجب ہے۔

مالِ تجارت کی زکوٰۃ

مالِ تجارت سے مراد ہر قسم کا سامان ہے جو تجارت کی نیت سے خریدا گیا ہو اور اسے فروخت کر کے نفع کمانا مقصود ہو، جیسے کپڑے، برتن، اجناس، زمین، کھانے پینے کا سامان، گھریلو استعمال کی چیزیں، پھل، سبزیاں، لکڑی، حیوانات، گاڑیاں، قیمتی پتھر اور موتی، مکانات، دکانیں، آلات اور مشینیں، منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد، غرض جو سامان یا اشیاء نفع کمانے کی غرض سے خریدی گئی اور فروخت کے لیے مہیا کی گئی ہوں، وہ سامانِ تجارت کہلاتا ہے، ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

زرعی پیداوار کا عشر

زرعی پیداوار کی زکوٰۃ کا نام عُشر ہے۔عشر صرف مسلمانوں کی ملکیتی زمینوں کی پیداوار میں واجب ہوتا ہے، اگر کسی زمین میں کوئی چیز کاشت ہی نہ کی گئی ہو تو اس میں عشر واجب نہیں ہوتا۔سونے، چاندی اور مال تجارت وغیرہ میں نابالغ اور بے عقل پر زکوٰۃ فرض نہیں، لیکن بچے اور بے عقل کی ملکیتی زمین سے عشر لیا جائے گا۔زمینی پیداوار میں نصاب معین نہیں، بلکہ پیداوار کم ہو یا زیادہ عشر واجب ہے۔عشر واجب ہونے میں سال گزرنے کی شرط بھی نہیں۔ بارش یا قدرتی چشموں سے سیراب ہونے والی زمین کی پیداوار میں سے عشر لیا جاتا ہے، جب کہ غیر بارانی زمینوں کی پیداوار میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ (مثلاً بیس من گندم میں سے ایک من، ایک سو من میں سے پانچ من، ایک ہزار من میں سے پچاس من عشر ادا کرنا) واجب ہوتا ہے۔

عشر ادا کرتے وقت پیداواری اخراجات منہا نہیں کیے جائیں گے۔ٹھیکے پر دی گئی زمینی پیداوار کا عشر مالک کے ذمے ہے۔یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نظریہ کے مطابق ہے۔جب کہ امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہما ٹھیکے کی زمین کا عشر کاشت کار پر واجب قرار دیتے ہیں۔زرعی پیداوار کی بنیادی اقسام تین ہیں ❶ اجناس ❷ پھل ❸ سبزیاں۔گندم، چنا، چاول، جو، باجرہ، دالیں، مکئی وغیرہ اجناس میں شامل ہیں، جب کہ انگور، کھجور، انار، زیتون، مالٹا، سیب، آلو بخارا اور خوبانی وغیرہ پھلوں کی اقسام ہیں۔سبزیوں میں کدو، بینگن، شلجم، آلو، توری، گاجر، مولی، گوبھی، پیاز اور لہسن وغیرہ شامل ہیں۔

کس غریب شخص کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، کس کو نہیں؟

ہمارے عرف میں فقیر یا مسکین کو غریب کہا اور لکھا جاتا ہے، اس لیے عام طور پر پوچھا جاتا ہے کہ کون آدمی غریب ہے کہ جسے زکوٰۃ دینا جائز ہے اور کون شخص زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہے۔ واضح رہے کہ سونے اور چاندی میں سے چاندی کم قیمت ہے، لہٰذا ساڑھے باون تولہ چاندی زکوٰۃ کا نصاب ہے۔پس جو شخص ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر نقد رقم، پرائز بانڈ وغیرہ نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کے پاس کچھ سونا، کچھ چاندی، کچھ رقم، کچھ مال تجارت ہے کہ ان کو ملانے سے ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے، نہ ہی اس کے پاس حقیقی انسانی ضرورتوں سے زائد اتنا مال ہو جو ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو، تو اس آدمی کے لیے زکوٰۃ لینا اور اسے دینا جائز ہے۔جو شخص نصاب کے برابر سونا، چاندی،

نقد رقم اور مال تجارت وغیرہ تو نہیں رکھتا مگر اس کے پاس گھر میں اصلی اور حقیقی ضرورتوں سے زائد کپڑے، بستر، برتن، فرنیچر وغیرہ موجود ہوں، تو وہ شخص زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہے۔

فلاحی منصوبوں پر زکوٰۃ خرچ کرنے کا مسئلہ

زکوٰۃ ادا کرتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ مستحق زکوٰۃ کو اس طرح مال زکوٰۃ کا مالک بنا دیا جائے کہ وہ جب اور جیسے چاہے خرچ کر سکے۔ اسے تملیک کہتے ہیں۔ اس لیے ایسے منصوبوں پر مال زکوٰۃ خرچ کرنا کہ جن میں کسی فقیر، مسکین کو مالک نہ بنایا گیا ہو، جائز نہیں ہے۔ لہٰذا مسجدوں، ہسپتالوں کی تعمیر و مرمت، اسلامی لائبریریوں کے قیام، ہسپتالوں، قبرستانوں کی دیکھ بھال، مردوں کی تکفین و تدفین وغیرہ میں مال زکوٰۃ خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃ نکالتے وقت نیت کرنا

عبادات میں نیت ضروری ہے۔ زکوٰۃ کی نیت کیے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اصل تو یہ ہے کہ زکوٰۃ دیتے وقت نیت کی جائے، جیسا کہ دیگر عبادات میں ہے کہ عبادت سے متصل پہلے نیت کی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص سال کے مختلف وقتوں میں زکوٰۃ کے مال میں سے تھوڑی تھوڑی رقم فقراء کو دے رہا ہو تو اس صورت میں ممکن ہے کہ ہر بار نیت کرنا یاد نہ رہے۔ ایسی صورت میں طریقہ یہ ہے کہ اپنے مال سے زکوٰۃ کی واجب مقدار زکوٰۃ کی نیت سے علیحدہ کر لی جائے، پھر تھوڑی تھوڑی مقدار میں دیتا رہے۔ اس صورت میں ہر بار مستحق کو سپرد کرتے وقت نیت ضروری نہیں ہوگی۔

نفلی صدقات

نفلی صدقہ سے مراد ہے، اپنی خوشی سے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کسی کو ایسا مالی عطیہ دینا، جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسان پر واجب یا فرض نہیں ہے۔ قرآن کریم میں صدقہ کو ''انفاق فی سبیل اللہ'' اور ''قرض حسن'' جیسے الفاظ سے بھی تعبیر فرمایا گیا ہے۔

قرآن حکیم میں انفاق فی سبیل اللہ کا اجر و ثواب کئی گنا بڑھ جانے کے بارے میں ایک عام اور سادہ مگر دل نشین مثال بیان کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَ اللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○--- [البقرۃ،۲:۲۶۱]

''ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اُس دانہ کی طرح

جس نے اُگائیں سات بالیں، ہر بال میں سودانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے‘‘---

حدیث پاک میں ہے کہ صدقہ کی ہوئی ایک کھجور اُحد پہاڑ کی طرح بن جاتی ہے۔

دینی مدارس کے طلبہ --- زکوٰۃ کے اوّلین مستحق

علم دین پڑھنا، پڑھانا نفلی عبادت سے افضل ہے اور قرآن وسنت کے علوم، باقی علوم سے افضل واعلیٰ ہیں، کیوں کہ ان کے ذریعے احکام الٰہی معلوم ہوتے ہیں، جب کہ اسلامی احکام کی پابندی پر اُخروی نجات موقوف ہے۔ لہٰذا قرآن وسنت کے علوم کی اشاعت نہ صرف اہم بلکہ فرض کفایہ کے درجے میں ہے۔ دینی مدارس یہی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

زکوٰۃ وصدقات اور عطیات دیتے وقت دیگر مصارف کی نسبت علوم دینیہ کے طلبہ کو مقدم رکھتے ہوئے دینی مدارس کو ترجیح دی جائے۔ اہلِ فقہ نے طلبۂ علم کو زکوٰۃ کا مستحق قرار دیتے ہوئے انہیں فی سبیل اللہ کے مصرف میں شمار کیا ہے۔

دینی مدارس کو زکوٰۃ دینا فریضۂ زکوٰۃ سے عہدہ برآ ہونا بھی ہے اور دین کی مدد ونصرت بھی۔ دینی مدارس کے طلبہ کو نظر انداز کر کے اور انہیں بے یار ومددگار چھوڑ کر کسی اور کو زکوٰۃ کا زیادہ مستحق سمجھنا، دین کو کمزور کرنے کے مترادف ہے۔

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور، زکوٰۃ کا حقیقی مصرف

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑا تقریباً 85 سال سے علمی اور روحانی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ گزشتہ پانچ سالوں سے دارالعلوم کی تعمیرِ نو کا کام جاری ہے، جس پر کروڑوں روپے خرچ کیے جا چکے ہیں، اڑھائی کروڑ کے لگ بھگ کی مزید ضرورت ہے۔ ادارہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ طلبہ وطالبات کے قیام، خوراک اور اساتذہ وانتظامیہ کی تنخواہوں پر سالانہ ساڑھے تین کروڑ روپے سے زائد خرچ کرتا ہے۔ آپ بھی دارالعلوم کی تعمیر وترقی کے کارِ خیر میں حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی مضبوطی اور استحکام کے لیے خرچ کرنا، زکوٰۃ وصدقات کا حقیقی مصرف ہے اور دیگر کارِ خیر میں خرچ کرنے سے زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ دیگر احباب کو بھی متوجہ کریں اور اس علم پروری اور دین دوستی میں شمولیت کی دعوت دیں۔

[زکوٰۃ وعشر کے تفصیلی مسائل جاننے کے لیے راقم کی کتاب ’’رہنمائے زکوٰۃ‘‘ کا مطالعہ کریں]

✲✲✲✲✲

عرس مبارک سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ
سالانہ اجلاس دار العلوم حنفیہ فریدیہ

مفتی لقمان رشید نوری

تحریکِ پاکستان کے ممتاز رہنما اور اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت سیدی الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب خلیفہ، صدر الافاضل حضرت سیدی مولانا سید مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید صادق اور خلیفۂ مجاز، فنافی الرسول، کشتۂ عشقِ مصطفیٰ، نائبِ غوث الوریٰ، مظہرِ غوثِ اعظم حضور سیدی فقیہ اعظم خواجہ ابوالخیر مفتی محمد نور اللہ نعیمی قادری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کا 42واں سالانہ عرس مبارک اور آپ کی قائم کردہ عظیم یونی ورسٹی اور قدیم دینی درس گاہ دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف کا 85واں سالانہ اجلاس، مورخہ 13-14 جنوری 2024ء۔ ۱-۲/رجب المرجب ۱۴۴۵ھ)، بروز ہفتہ، اتوار کو بصیر پور شریف میں منعقد ہوا۔

شیخ طریقت، واقفِ اسرارِ حقیقت، صاحبِ بصیرت عالم دین، عظیم سکالر، بلند پایہ مصنف، حق گو مبلّغ، عبقری العصر مفسر، محدث، نکتہ شناس فاضل، نباضِ ملت، حجۃ الاسلام، فقیہ اعظم مولانا مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ یہ اس پیکر صداقت کا نام ہے، جس کی شخصیت عالم اسلام

بالخصوص ملکِ پاکستان کے لیے اللہ جل مجدہ الکریم کا انتخاب ہے۔ تجدید واحیائے علوم و فنونِ دینیہ کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو کام آپ سے لیا، وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ ملتِ اسلامیہ پر آپ کا وجود نعمتِ خداوندی ہے۔ آپ عالم اسلام کی منفرد دینی درس گاہ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کے بانی اور مکین گنبد خضرا کے فیضان کے قاسم وامین ہیں۔

یہ اس عاشقِ رسول اور فنافی الرسول کے عظیم الشان منصب پر فائز شخص کی بات ہو رہی ہے کہ جس کی زندگی کا کوئی لمحہ اور جس کی حیات کا کوئی لحظہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی رعنائیوں سے خالی نہیں ہے، جس کے خون میں عشقِ نبی کی حدت اور جس کی نبضوں میں ارتعاش اور جذبوں کا ارتکاز حب رسول کے جذبے سے ہے، جن کے آنسو اس درد کی رم جھم ہیں، جن کے چہرے کی شادابی اور سانسوں کی مہکار اسی محبت سے عبارت ہے۔

میں تو بس دین کا مفہوم یہی سمجھا ہوں   اپنے ہر کام میں آقا کی رضا کو دیکھوں

سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قائم کردہ ادارہ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ تقریباً 85 سال سے علوم اسلامیہ کی اشاعت میں مصروفِ عمل ہے۔ ہر سال علماء، فضلاء اور حفاظ کی ایک معتد بہ تعداد علوم وفنون کی تکمیل کر کے خدمتِ دین کی ذمہ داریاں سنبھالتی ہے۔ آپ نے علمی وفقہی مصروفیات کے باوجود اسلاف کی طرز پر ایسا صاف ستھرا خانقاہی نظام قائم کیا، جس کی بدولت ہزاروں گمراہوں کو ہدایت ملی۔ حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا خانقاہی نظام اب بھی مرکز طریقت ہے اور آپ کے جانشین ولد صالح پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء والمشائخ، مخدوم اہل سنت مفکر اسلام، جگر گوشہ قطب زماں، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوریہ، مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کی سربراہی میں تشنگانِ معرفت کی سیرابی کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔

حضور سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک اور دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کا سالانہ اجلاس ہر سال ۱،۲/رجب المرجب کو منعقد ہوتا ہے، جس میں وعظ وارشاد کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ملک بھر سے نامور علماء ومشائخ قرآن وسنت کے نور سے مزین اور دلائل وبراہینِ عقلیہ ونقلیہ سے آراستہ مواعظِ حسنہ سے لوگوں کے دلوں کو مستفیض کرتے ہیں، جس سے توبہ کا جذبہ اور عمل کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔

یہ عرس، روایتی عرس یا اجلاس نہیں، بلکہ اس ایمان افروز تقریب کی تمام تر سرگرمیاں بڑی جامع اور ہمہ پہلو ہوتی ہیں۔ خطباء کو باقاعدہ موضوعات دیے جاتے ہیں، جس سے

ایک طرف حاضرین کی ذہنی وفکری تربیت ہوتی ہے، تو دوسری طرف انہیں روحانیت اور عشق ومحبت کی چاشنی نصیب ہوتی ہے۔ یعنی خالص علمی اور روحانی پروگرام ہوتا ہے، جس میں شرعی تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے۔ اس طرح کی محافل میں حاضری ہمارے لیے اور ہماری اولادوں کے لیے رہنمائی کا بہترین ذریعہ بن سکتی ہے۔

جوں جوں عرس کے ایام قریب آرہے تھے، وابستگانِ فقیہ اعظم اس میں حاضری وشمولیت کے لیے بے قراری کے ساتھ ایک ایک دن گن رہے تھے۔ آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں، عرس مبارک کے ایام آ گئے، پروگرام کی تیاریوں کا سلسلہ فزوں دکھائی دینے لگا۔ نزاکت حالات اور حاضرین کی طمانیتِ قلب کے لیے سیکیورٹی کے خصوصی انتظامات کیے گئے۔ حضور سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پر انوار، دار العلوم کی تین منزلہ وسیع وعریض اور عالی شان عمارت کو مکمل طور پر اور مسجد سے ملحقہ پلاٹوں، ملحقہ گلی کوچوں کو خوبصورت لائٹوں اور قمقموں سے مزین کر دیا گیا۔ جب کہ کمپیوٹرائزڈ نظام کے تحت رنگا رنگ جلتے بجھتے بجلی کے قمقموں سے عرس مقدس کے حوالے سے خیر مقدمی کلمات، آرائشی محرابیں، لعل ویاقوت کا عکس بکھیرے ہفت رنگ جلووں کا نظارہ دیدنی تھا۔ بیسیوں افراد اپنے موبائلز میں ان حسین جلووں کی عکس بندی کر رہے تھے۔

عرس کی تقریبات کا آغاز 13 جنوری، بروز ہفتہ کو بعد نمازِ فجر تلاوتِ کلام پاک اور حضور سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر انوار میں فاتحہ خوانی سے ہوا، متعدد قرآن کریم مکمل پڑھے گئے۔ جوں ہی خاورِ مشرق طلوع ہوا، حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پروانوں کی آمد شروع ہوئی اور پھر لحہ بہ لحہ معزز مہمانان گرامی کی تعداد بڑھتی چلی گئی، عرس سراپا قدس واجلاس کی ایمان افروز، وجد آفریں ساعتوں کو الفاظ کی تنگنائیوں میں قید کیا جا سکتا ہے، نہ قلم وقرطاس ان کیف آفرین لمحات کو بیان کرنے کی سکت رکھتے ہیں۔ اختصار کے ساتھ واقعاتی روداد درج ذیل ہے:

تقریباً ۱۰ بجے صبح حضور سیدی ومرشدی جانشین قبلہ فقیہ اعظم زیدہ مجدہ کی زیر نگرانی ختم دلائل الخیرات، ختم غوثیہ اور غسل مزار مبارک کی روح پرور تقریب ہوئی، جس کا اختتام جانشین سیدی فقیہ اعظم زید مجدہ کی پرسوز دعا کے ساتھ ہوا۔

نشست اوّل، بعد نماز ظہر

نمازِ ظہر اوّل وقت میں ادا کی گئی اور نشستِ اوّل، اعلان کے مطابق بعد نماز ظہر

12:48 بجے تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔تلاوت کی سعادت دار العلوم ہذا کے فاضل مولانا قاری عامر سلیم نوری، منچریاں (فاضل دار العلوم حنفیہ فریدیہ) نے حاصل کی اور حافظ محمد صائم نوری (متعلم دار العلوم حنفیہ فریدیہ) نے نعت رسول مقبول کا نذرانہ پیش کیا۔

بعدازاں خطابات کا سلسلہ شروع ہوا، حضرت مولانا غلام رسول نوری (اوکاڑا کینٹ)، حضرت مولانا شیر محمد نقشبندی (لاہور) نے مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت مولانا انوار الحق نوری (ساہیوال) نے ختم نبوت پر اپنے اپنے موضوعات پر خوب خطاب کیا، اس کے بعد حضرت مولانا محمد عثمان جامی نوری (قصور) نے عظمتِ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے موضوع پر اپنے مخصوص مترنم انداز میں حاضرین وسامعین کو محظوظ کیا۔

ان کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد شہزاد نوری حنفی (لاہور) نے ''عقائد اہلِ سنت فقہاء کی نظر میں'' کے موضوع پر شان دار خطاب فرمایا۔اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ مفتی صاحب نے گویا اپنی بساط کے مطابق اس کا حق ادا کر دیا، دورانِ خطاب حاضرین و سامعین فرطِ محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھوم رہے تھے۔اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے، آمین۔ان کے وجد آفرین خطاب کے بعد مناظر اہلِ سنت حضرت مولانا مفتی محمد انوار حنفی (کوٹ رادھا کشن) نے ''اذان سے پہلے درود وسلام'' کے جواز واستحباب پر مدلل خطاب فرمایا، ان کے بعد زینت القراء حضرت قاری سید صداقت علی شاہ صاحب (لاہور) نے اپنے خوبصورت اور دل نشین انداز میں تلاوتِ کلام پاک اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قلوب واذہان کو محظوظ فرمایا اور ایک سماں باندھ دیا۔

اس کے بعد اس نشست کے آخری خطیب، خطیبِ نکتہ داں حضرت علامہ مولانا پیر ڈاکٹر محمد شہزاد احمد مجددی (لاہور) نے ''اہلِ فقہ وتصوف کے باہمی روابط'' کے موضوع پر علم وحکمت سے مملو خطاب فرمایا۔مولانا موصوف مرکزِ نور میں پہلی بار تشریف لائے اور یہاں شریعت کی پاس داری، دینِ اسلام کی سرفرازی وسربلندی کے لیے کی جانے والی کوششوں کو ملاحظہ فرما کر اس مرکز علم وعرفان کو ایک قابلِ فخر اور اپنی نوعیت کا منفرد ادارہ قرار دیا۔ مولانا موصوف کا انداز دھیما، بزرگانہ اور علمی دلائل ونکات سے بھرپور تھا، آپ نے فرمایا کہ علم اس وقت تک فائدہ نہیں دیتا کہ جب تک کسی عارف باللہ اور واقفِ اسرار حقیقت کی نظر کرم نہ ہو۔تاریخ میں بڑے بڑے لوگ آئے، جن کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا، لیکن بالآخر وہ گمراہی کے عمیق گڑھوں میں جا پڑے، لہٰذا کسی نہ کسی عارف باللہ کے ساتھ وابستگی ضروری ہے۔

تاریخِ اسلام میں کوئی ایسا محدث وفقیہ نہ گزرا ہوگا کہ جس کے پیچھے کسی اللہ والے کی نظر کرم نہ ہو، اسی طرح کوئی محدث یا فقیہ ایسا نہ ملے گا کہ جن کے ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات نہ ہوں۔ آپ نے ہمارے معاشرے میں غلط نظریات اور اسلاف کی تعلیمات سے بغاوت کرنے والے اور اکابرین پر جری ہو جانے والے مخصوص ٹولے کی مذموم کوششوں کا ردّ بلیغ فرمایا، نیز بتایا کہ کسی اللہ والے سے وابستہ ہونا ضروری ہے۔ آپ کے خطاب کو عوام نے بالعموم اور علماء و خواص نے بالخصوص سراہا۔ اس نشست میں نقابت کے فرائض قاری محمد اسلم نوری صاحب (لاہور) نے بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیے۔ بعد نمازِ عصر فاضل دار العلوم ہذا پروفیسر مفتی محمد امین صابر القادری (رینالہ خورد) نے درس دیا اور مغرب کی نماز کے بعد مریدین ومتوسلین اور زائرین نے لنگر شریف تناول کیا۔

نشست دوم، بعد نماز عشاء

نمازِ عشاء کے فوراً بعد 7:27 بجے اس نشست کا آغاز تلاوتِ کلام مجید اور نعتِ رسولِ مقبول ﷺ سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت مولانا قاری محمد مظہر حیات نوری (لاہور) نے حاصل کی، تلاوتِ کلام پاک کی آواز سنتے ہی حاضرین دیوانہ وار مرشد کامل کا فیض حاصل کرنے اور قرآن کے نور سے مستفیض ہونے کے لیے دوڑے چلے آئے۔ اس کے بعد مولانا مظفر حسین نجمی (متعلم دار العلوم حنفیہ فریدیہ) نے نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کا نذرانہ پیش کیا۔

بعد ازاں خطابات کا سلسلہ شروع ہوا، حضرت مولانا محمد فیصل نوری (کھڈیاں خاص، قصور) نے کراماتِ فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا غلام مرتضیٰ نوری (دیپال پور) نے رحمۃ للعالمین ﷺ کی بچوں پر خصوصی شفقت کے موضوع پر خطابات فرمائے، مؤخر الذکر مقرر کا موضوع بچوں کی تربیت کرنے کے حوالے سے انتہائی ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ میرے مرشد گرامی جانشین حضور سیدی فقیہ اعظم صاحبزادہ حضرت مفتی پیر محمد محبّ اللہ نوری صاحب زید مجدہ کے علم وعمل اور ان کے فہم وفراست میں اضافہ فرمائے (آمین) کہ جن کی دور رس نگاہ نے اس چیز کا ادراک فرمایا کہ ایسی محافل میں ایسے موضوع پر گفتگو کا ہونا بھی ایک ضروری امر ہے۔

اس کے بعد حضرت صاحبزادہ سبط نور محمد (جگر گوشہ، پیرزادہ محمد نصر اللہ نوری زید مجدہ، بصیر پور شریف) نے نعتِ رسول مقبول ﷺ کا نذرانہ پیش کیا۔ مجھے (راقم الحروف مفتی لقمان رشید نوری کو) فخر ہے اپنے مرشد کریم پر، کہ جنہوں نے اپنی نسلوں کو رسول اللہ ﷺ کی تعریف وتوصیف کرنے کا عادی بنایا اور ان کی زبانیں بچپن سے ہی رسول اللہ ﷺ کی مدح سرائی

کرنے والی بن گئیں۔ سبحان اللہ العظیم

اس نشست میں دورۃ القرآن، دورۃ التجوید اور حفظ قرآن کی تکمیل کرنے والے طلباء کو دستار بندی اور تقسیم اسناد سے نوازا گیا۔ دستار بندی اور تقسیم اسناد کے حسین مناظر کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد اصغر نوری (جڑانوالا) نے ''طہارت و صفائی قلب و باطن'' کے موضوع پر اپنے ترنم بھرے لہجے میں علمی خطاب فرمایا۔

معزز قارئین! موجودہ افراتفری اور ریاکاری سے بھرے زمانے میں قلب و باطن کی صفائی پر گفتگو کی اشد ضرورت ہے۔ جس طرح کچھ نیکیاں ظاہری ہوتی ہیں جیسے نماز اور کچھ باطنی مثلاً اِخلاص۔ اسی طرح بعض گناہ بھی ظاہری ہوتے ہیں، جیسے قتل اور بعض باطنی جیسے تکبر، فخر، ریاکاری، کینہ، حسد وغیرہا۔

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ظاہری اَعمال کا باطنی اَوصاف کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے، اگر باطن خراب ہو تو ظاہری اَعمال بھی خراب ہوں گے اور اگر باطن حسد، رِیا اور تکبر وغیرہ عیوب سے پاک ہو تو ظاہری اعمال بھی درست ہوتے ہیں۔ [منہاج العابدین، ص۱۳، ملخصًا]

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجددِ دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ، جلد۲۳، صفحہ۶۲۴ پر ارشاد فرماتے ہیں:

''مُحَرَّمَاتِ بَاطِنِیَّہ (یعنی باطنی ممنوعات) مثلاً تکبر و ریا و عجب (یعنی غرور) و حسد وغیرہا اور ان کے مُعَالَجَات (یعنی علاج) کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے''---

حضرت مولانا مفتی محمد اصغر نوری کے بعد ممتاز نعت گو شاعر پروفیسر فیض رسول فیضان صاحب (گوجرانوالا) نے نعت ومنقبت پیش کی۔ شستہ ادبی کلام اور اس پر ان کا لحن داؤدی، نورٌ علیٰ نور کا سماں بندھ گیا۔

اس کے بعد خطیبِ خوش نوا حضرت مولانا عبدالحمید چشتی گولڑوی صاحب (سیال کوٹ) کو ''عقیدۂ اہلِ سنت'' کے موضوع پر خطاب کے لیے بلایا گیا۔ موصوف نے اپنے بلند آہنگ اور مترنم لہجے میں شان دار خطاب فرمایا، جسے حلقہ عام میں خوب سراہا گیا۔

اس نشست کے آخری خطیب، خطیبِ اسلام حضرت علامہ خان محمد قادری صاحب (لاہور) تھے، جن کا موضوع تھا ''بزرگوں کے باغی---قرآن وحدیث کی عدالت میں''۔

خطیب الاسلام نے اپنے منفرد، نرالے اور شیریں لہجے میں حق کا بول بالا کیا اور بزرگانِ دین کی تعلیمات سے انحراف کرنے والے باغیوں کا ردِّ بلیغ فرمایا۔

عہدِ حاضر کا المیہ یہ ہے کہ بزرگانِ دین کی تعلیمات سے بغاوت کرنے والے اپنے اس شیطانی فعل پر نادم اور تائب ہونے کی بجائے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ دورِ حاضر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلاف کی تعلیمات سے منہ موڑ کر ایک نئے راستے کا انتخاب کرنے کی بجائے اسلاف کے طریقے پر کاربند رہا جائے۔

اس نشست کا اختتام درود وسلام اور حضرت سیدی جانشین فقیہ اعظم مدظلہ العالی کی دعائے خیر پر ہوا، سلام نقیبِ محفل علامہ محمد اویس طاہر نوری نے پڑھا۔

14 / جنوری 2024ء، بروز اتوار

بعد نمازِ فجر حسبِ معمول حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار گوہر بار پر قرآن خوانی کی گئی۔ ساڑھے آٹھ بجے آج کی پہلی اور عرسِ مقدس کی تیسری نشست کا باقاعدہ آغاز دار العلوم حنفیہ فریدیہ کے طلباء قاری مزمل حسین نوری کی تلاوت اور مولانا ظہیر عباس نوری کی نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوا۔ بعد ازاں خطابات کا سلسلہ شروع ہوا:

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نوری (دیپال پور) نے سچی توبہ، حضرت مولانا نوید الحسن نوری (متعلم دار العلوم حنفیہ فریدیہ) نے سیرتِ فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے موضوع پر خطابات فرمائے، بعد ازاں راقم الحروف کے استاذِ گرامی استاذ العلماء حضرت مولانا محمد نواز نوری صاحب زید مجدہ وعلمہ وعملہ (مدرس دار العلوم حنفیہ فریدیہ) نے ''مرشدِ کامل حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ'' کے موضوع پر خطاب فرمایا، جسے عوام وخواص میں سراہا گیا۔

ان کے بعد حضرت مولانا حافظ عبد الرشید نوری صاحب (قصور) نے اپنے مخصوص انداز میں نماز کے اسرار ورموز اور حضرت مولانا اللہ رکھا نوری صاحب (ہارون آباد) نے صحبتِ صالحین کے موضوع پر خطابات فرمائے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس حدیث مبارکہ میں سے صحبتِ صالح کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی، یا رسول اللہ! کون سی صحبت ہمارے لیے اچھی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ذَکَّرَکُمُ اللّٰہَ رُؤْیَتُہٗ، وَزَادَ فِیْ عِلْمِکُمْ مَنْطِقُہٗ، وَذَکَّرَکُمْ

بِالْاٰخِرَةِ عَمَلُهٗ---[شعب الایمان: مسند ابی یعلی: مجمع الزوائد]

''جن کا دیکھنا تمہیں اللہ کی یاد دلائے، جن کا بولنا تمہارے علم میں زیادتی کرے اور جن کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے''---

اب خطیبِ لبیب حضرت مولانا الطاف الرحمٰن چشتی (بنگلہ گوگیرہ) کو دعوت خطاب دی گئی، آپ نے ہجرتِ رسولِ عربی ﷺ کے موضوع پر اپنی خطابت کے جوہر دکھائے۔آخر میں خطیبِ شیریں بیاں حضرت مولانا سید افضل حسین شاہ بخاری (نوشہرہ) نے عظمتِ صحابہ کرام واہلِ بیتِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے موضوع کو پر کیف اشعار سے مزین کر کے رنگ محفل کو دوبالا کیا۔

اختتام محفل پر ہزاروں مہمانانِ فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے نظم و ضبط سے لنگر شریف تناول فرمایا۔لنگر اور دیگر انتظامی امور صاحب زادہ مفتی محمد نعیم اللہ نوری زید مجدہ کی زیرِ نگرانی، جب کہ مہمانان خصوصی کی مہمان داری کی ذمہ داریاں مولانا قاری محمد اصغر نوری اشرفی، مہتمم جامعہ خلیل اکبر وصدر علماءِ اہلِ سنت دیپال پور نے بحسن وخوبی نبھائیں۔

نشست دوم

نمازِ ظہر اوّل وقت میں ادا کی گئی، اس کے بعد دوسری نشست کا آغاز مولانا قاری محمد شمعون نوری کی تلاوت اور مولانا محمد اختر نوری کی نعت شریف سے ہوا۔

بعد ازاں خطابات کا سلسلہ شروع ہوا، مولانا محمد عثمان جامی نوری (قصور) کے صاحبزادے مولانا حافظ محمد حسان نوری (متعلم دارالعلوم) اور فاضل دارالعلوم ہذا مولانا محمد عمر فاروق آسی نوری (اوکاڑا) نے شانِ اولیاء، حضرت مولانا محمد احتشام الحق نوری (دیپال پور) نے ادب واحترام کی اہمیت کے موضوع پر مترنم اور پر سوز عمدہ خطابات کیے، حضرت مولانا محمد قریش نوری (دیپال پور) نے ''میرے فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ'' کے موضوع پر بڑا جان دار، پر کیف اور وجد آفرین خطاب فرمایا، جب کہ مولانا محمد شاہد نوری (ساہیوال) نے ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ'' کے موضوع کو حسین وجمیل لہجے میں بیان کیا۔

اس کے بعد جدید وقدیم علوم پر گہری نظر رکھنے والے دانش ور پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد سعیدی (پنجاب یونی ورسٹی، لاہور) نے ''تعلیماتِ صوفیہ کی سماجی جہات'' جیسے وقیع اور دقیق موضوع پر احسن اور منفرد انداز میں علمی گفتگو فرمائی۔اس نشست کے آخری مقرر خطیب ملت حضرت مولانا مفتی حامد سرفراز قادری رضوی صاحب (سمندری) کو دعوتِ خطاب دی گئی۔عشق ومحبت میں ڈوب کر خطاب کرنا ان کا خاصہ ہے، آج یہ رنگ جوبن پر تھا۔آپ نے ''انوار وتجلیاتِ

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ'' کے موضوع پر مفید علمی ابحاث ونکات سے مزین شاندار خطاب فرمایا۔ موصوف نے حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبِ گرامی کے اقتباس ''میں فقیر ہوں مگر کس کا؟'' کو اپنے خطاب کا مرکزی عنوان بنا کر آپ کے عشقِ رسول، علمی وروحانی مقام اور آپ کے مشن اور پیغام کا وجد آفرین انداز میں تذکرہ کر کے موضوع کا حق ادا کیا۔

اس نشست میں بقیۃ السلف امام الصرف حضرت علامہ ابوالاسد محمد ہاشم علی نوری، استاذ العلماء مفتی غلام یٰسین اوکاڑوی، جانشین شیخ القرآن حضرت مولانا فضل الرحمٰن اوکاڑوی سمیت متعدد علماء نے خصوصی طور پر شمولیت فرمائی۔ عصر کی اذان ہوئی تو سامعین نے مسجد نور کا رُخ کیا۔ پنڈال خالی ہو گیا تو خواتین کو دربار حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری کا موقع فراہم کیا گیا، جب کہ مسجد میں نمازِ عصر کے بعد علامہ مفتی محمد امین صابر القادری نے درسِ حدیث دیا۔ مغرب کی نماز کے بعد مریدین ومتوسلین اور زائرین نے لنگر شریف تناول کیا۔

نشست سوم، بعد نماز عشاء

نمازِ عشاء کے بعد حضور سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کے عرس سراپا قدس کی پانچویں، آخری اور اہم نشست کا آغاز ہوا۔ یہ نشست حاضرین کی تعداد، علماء ومشائخ کی بھرپور شرکت، تقاریر، حضور قبلہ جانشین فقیہ اعظم دامت فیوضاتہ کی تربیتی گفتگو، شجرہ قادریہ وختم شریف اور خصوصی دعا کی وجہ سے اجلاس کا ماحصل اور مغز سمجھی جاتی ہے۔ اس بار سردی کی شدت اپنے عروج پر تھی، گزشتہ تین ہفتوں سے سورج نے اپنا چہرہ نہیں دکھایا تھا، یخ بستہ ہواؤں نے موسم کو نقطۂ انجماد تک پہنچا دیا تھا۔ بعض دوست اس خدشے کا اظہار کر رہے تھے کہ شاید حاضری پر اثر پڑے، مگر دوروزہ تقریبات میں ہر شخص کی زبان پر تھا کہ پہلے سے زیادہ اجتماع ہے۔ آخری نشست کے آغاز سے پہلے ہی جلسہ گاہ لوگوں کے ہجوم سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، ایک جم غفیر تھا اور پچھلے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے۔

7:25 پر اس نشست کا آغاز ہوا۔ تلاوت کی سعادت حافظ محمد طلحہ نوری نے اور محمد زبیر طیبی (متعلمان دار العلوم حنفیہ فریدیہ) نے نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھول نچھاور کیے۔

بعد ازاں حضرت مولانا محمد شعیب نوری (حاصل پور) نے ''شانِ صحابہ کرام''، حضرت مولانا سید شبیر حسین شاہ صاحب (قصور) نے ''عشقِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک شمع جلالو دل میں'' کے موضوع پر خطاب فرمایا، دونوں خطاب پُر ذوق اور دل پذیر تھے۔

حضرت مولانا محمد اویس مرتضٰی نوری (رینالہ خورد) نے ''عظمتِ قرآن وصاحب قرآن''

کے موضوع پر پُر جوش اور عقلی ونقلی دلائل سے خوبصورت بیان فرمایا، جسے حلقہ خاص و عام میں پسند کیا گیا۔

اس کے بعد حضرت پیرزادہ محمد سعد اللہ نوری (بصیر پور شریف) نے اپنے والد گرامی حضرت جانشین سیدی فقیہ اعظم زید مجدہ کی کہی ہوئی نعت خوبصورت، دھیمے اور مسحور کن انداز میں پیش کر کے قلوب واذہان کو معطر کر دیا۔

بعدہٗ مناظر اسلام حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نوری صاحب (ساہیوال) کو خطاب کے لیے دعوت دی گئی، آپ کا موضوع تھا ''مرتضی، مشکل کشا مولا علی رضی اللہ عنہ''۔انھوں نے اپنے موضوع کو خوبصورت انداز میں نبھاتے ہوئے مدلل و پرمغز خطاب کیا۔حضرت نوری صاحب نے اپنے خطاب کو حسین وجمیل لہجے، پرسوز ترنم اور علمی پھولوں کو گلدستے کی صورت میں پیش کیا۔

بعدازاں نقیبِ محفل علامہ محمد اویس طاہر نوری (دیپال پور) نے حفظ القرآن اور دورۃ الحدیث مکمل کرنے والے فارغ التحصیل طلباء وعلماء کرام کے ناموں کا اعلان کیا، جن کی ترتیب وار دستار بندی کی گئی۔

یہ منظر قابلِ رشک اور دیدنی تھا، جب علماء ومشائخ کے ہاتھوں فضلائے کرام کو دستارِفضیلت سے نوازا جارہا تھا۔فضلائے کرام اور حفاظ کرام کی دستار بندی کے کیف آور، وجد آفرین اور دل افروز منظر کے بعد خلیفہ حضرت جانشین فقیہ اعظم حضرت مولانا پروفیسر حافظ محمد اعظم نوری صاحب (گوجرانوالا) کی صدائے دل ربا آویزۂ گوش ہونے والی تھی، جس کا سامعین بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔

دستار بندی کے بعد حضرت علامہ پروفیسر حافظ محمد اعظم نوری صاحب (گوجرانوالا) نے ''باپ مصروف، ماں بےزار، اولاد برباد'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے خوفِ خدا سے سامعین کے دل دہلا دیے، نیز کسی بھی ذمہ دار شخص کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہ رہا کہ ہمارے معاشرے کی بگڑتی صورت حال، معاشرے میں پھیلتی ہوئی تباہیاں اور برباد ہوتی اولاد کے پیچھے کوئی اور نہیں، بلکہ اس کے پیچھے کسی نہ کسی انداز میں ہماری ہی غفلت اور کوتاہی کا عمل دخل ہے۔خطاب انتہائی شاندار اور پرمغز تھا۔انھوں نے اپنے خطاب کو قرآن وسنت کے علاوہ اولیاء وصوفیہ کے فرامین سے سجایا ہوا تھا۔آپ کا خطاب عام وخاص ہر دو حلقہ میں سراہا گیا۔اس خطاب کے بعد ایک اور روحانی منظر پیشِ نظر تھا، اب ان گیارہ خوش بخت شیوخ الحدیث اور علماء وفضلاء حضرات کی دستار بندی کی جانے والی تھی، جنھوں نے حضور سیدی

جانشین فقیہ اعظم مدظلہ العالی سے گنبد خضراء کے سائے میں صحیح بخاری شریف کا درس لیا تھا۔
جب حضور جانشین سیدی فقیہ اعظم زید مجدہ ان کے سروں پر دستار باندھ رہے تھے، تو دل کش، حسین، انوکھا، پر کیف، وجدانی، روحانی اور ایمانی سماں تھا۔ حاضرین مدینہ منورہ کے تصور سے کیف بار اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی حلاوت سے سرشار تھے۔ دستار بندی سے پہلے فاضل دار العلوم ہذا علامہ عطا محمد گولڑوی صاحب نے بڑے حسین اور محبت بھرے انداز میں تمہیدی کلمات میں حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات اور عند اللہ آپ کی محبوبیت ومقبولیت اور ان کے قائم کردہ دار العلوم کی علمی خدمات کا تذکرہ کیا۔ پھر باری باری ان حضرات کے اسماء گرامی کا اعلان کیا۔ دستار بندی کے ساتھ ساتھ جانشین حضور فقیہ اعظم حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محبّ اللہ نوری زید مجدہ نے انھیں اپنی اسنادِ حدیث کی خصوصی اجازت پر مبنی سند بھی عطا فرمائی۔

دستار بندی کے بعد حضرت علامہ عبد مصطفیٰ محمد جمال الدین بغدادی صاحب (راول پنڈی) کو خطاب کے لیے بلایا گیا، انہوں نے اپنے ایمانی، وجدانی اور قلندرانہ خطاب سے سامعین کے قلوب واذہان کو معطر کردیا۔ انھوں نے ''گل ساری سرکار دی اے'' کے موضوع پر وجد آفرین خطاب کیا اور اپنے خطاب میں بڑی صحت اور روانی سے دسیوں احادیث مبارکہ سنائیں۔ کشتۂ عشقِ مصطفیٰ حضرت مولانا جامی اور اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجددِ دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے درجنوں اشعار پڑھے، جس سے محفل کا حسن دوبالا ہوا اور حاضرین وسامعین کے ذوق کو چار چاند لگ گئے۔ عوام وخواص نے آپ کے خطاب کو خوب سراہا۔

آپ کے مسحور کن اور عشق ومحبت سے لبریز خطاب کے بعد معروف نعت خواں مولانا حافظ محمد عثمان قادری (ملتان) نے نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کرکے وجد کی کیفیت طاری کردی۔ پھر مقبول عام منقبت ''فیض تو عام ہے مفتی نور اللہ کا'' اپنے مخصوص انداز میں پڑھنا شروع کی، جسے سنتے ہی حاضرین پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ وہ منظر دیدنی تھا، جب جملہ سامعین جھوم جھوم کر داد دے رہے تھے۔ اس کے بعد جگر گوشہ جانشین فقیہ اعظم پیرزادہ محمد سعد اللہ نوری کو شجرہ نوریہ شریف پڑھنے کی دعوت دی گئی، آپ نے اپنی دل کش اور پر سوز آواز میں اپنے والد گرامی اور ہزاروں نوریوں کی موجودگی میں شجرہ نوریہ سنانے کا شرف حاصل کیا۔ ازاں بعد پروفیسر حافظ محمد اعظم نوری، گوجرانوالا اور حضرت علامہ حافظ محمد اسد اللہ نوری،

لاہور نے ختم شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

ختم شریف کے بعد حضرت سیدی جانشین فقیہ اعظم دامت برکاتہم العالیہ نے وقت کی تنگ دامانی اور حکمتِ عملی کی بنا پر نہایت مختصر مگر انتہائی مفکرانہ خطاب فرمایا۔ انھوں نے پر درد الفاظ میں شریعتِ مطہرہ کی پابندی کی پر زور تلقین فرمائی۔ ازاں بعد آپ نے ملکی سلامتی، عالم اسلام کی سربلندی، دہشت گردی کے خاتمہ، قیام امن، عرس شریف کے انتظامات میں حصہ لینے والوں، دارالعلوم کی تعمیر و ترقی میں معاونت کرنے والوں اور تمام حاضرین وزائرین، جملہ اہلِ اسلام کے لیے اور بالخصوص حضور سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بلندئ درجات کے لیے دعائیں کیں۔ ساتھ ہی سیکیورٹی کا انتظام سنبھالنے والے طلبہ وسرکاری افراد، لنگر، ساؤنڈ سسٹم، لائٹنگ، اشتہارات، فلیکس وغیرہ کے ذریعے تشہیری مہم میں شامل احباب کو خصوصی دعاؤں سے نوازا۔ ان کیف آور اور نزولِ رحمت کی ساعتوں میں دارالعلوم کا صحن ایسے مبارک انسانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، جو تڑپتے دلوں اور مچلتے جذبوں سے عشقِ الٰہی اور محبتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیرات سمیٹ رہے تھے۔ بھیگی پلکوں، گرتے آنسوؤں، لرزتی آوازوں اور رندھے لہجوں میں آمین کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ سیدی جانشین فقیہ اعظم دامت فیوضاتہم دعا کروا رہے تھے اور دعا کا ایک ایک جملہ ہر دل کی صدا بن گیا تھا۔ لفظ لفظ اور حرف حرف مقام قبولیت کی جانب محو پرواز تھا۔ ایک غیر مرئی قوت تھی، جس نے رات کے ابتدائی حصے سے لے کر اس وقت سے تک ہزاروں انسانوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا اور اب جس وقت رحمتِ الٰہی کی برکھا اپنے جوبن پر آئی تھی، دعا کے لیے ہاتھ اٹھے تھے، ہر انسان اپنے دل، دماغ اور جسم کی ہم آہنگی کے ساتھ اپنے خالق کی بارگاہ میں حضوری کا مزہ لے رہا تھا۔ یہ کیفیت وقت کو روک لینا چاہتی تھی، ان مقدس لمحوں کو طویل تر کر دینا چاہتی تھی تاکہ یہ روحانی مسرت سدا بہار ہو جائے، عطائے ربانی کی برسات برستی رہے اور عصیاں شعار بندے اپنے پروردگار کے دامن سے چمٹے رہیں، خطا کاروں کو اپنے دامن رفو کرنے اور داغ دھبے دھونے کا موقع ملتا رہے۔

حضرت سیدی جانشین فقیہ اعظم زید مجدہ کی دعا کے ساتھ ہی رات تقریباً 2 بجے عرس مقدس کا یہ روح پرور، حسین پروگرام بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

❁❁❁❁❁

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بشارات واقوال کی روشنی میں

مفتی محمد امجد علی قادری

بانیٔ فقہ حنفی حضرت نعمان بن ثابت المعروف امام اعظم ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے مقام، شان، فضائل اور مناقب کے بارے میں مختلف احادیثِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اقوالِ ائمہ کرام، مفسرین، محدثین، اہلِ مذہب اور صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے بیان کیے ہیں۔

دعائے مولائے کائنات شیر خدا رضی اللہ عنہ

حضرت اسماعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی دعا کو ہمارے حق میں قبول فرما لیا ہے (اور اس کا نتیجہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں)۔[۱]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شرفِ ملاقات و روایت

علامہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ مبارک پایا ہے اور آپ نے حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے''---

ایک قول یہ ہے کہ:

''آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت بھی کی ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ آپ نے سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات نقل فرمائیں ہیں''---[۲]

فضائل و مناقب

آپ کے فضائل و مناقب رقم کرتے ہوئے علماء کرام نے کئی ابواب اور کتب رقم فرمائی ہیں، ان میں چند روایات لکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

① حضرت عبداللہ بن داؤد الخریبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنی نمازوں میں اللہ عزوجل سے امام ابوحنیفہ کے لیے دعا کیا کریں کیونکہ امام ابوحنیفہ نے لوگوں کے لیے سُنن اور فقہ کی حفاظت فرمائی (یعنی لوگوں پہ آپ کے لیے دعا کرنا ایک قرض ہے)''---[۳]

② امام جلال الدین سیوطی ''التبییض الصحیفة'' میں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان مبارک امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہے:

''اگر علم ثریا ستارے پر بھی ہوگا تو اہلِ فارس میں سے ایک شخص اس کو حاصل کرلےگا''---[۴]

③ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''مَیں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر فقیہ شخص نہیں دیکھا''---[۵]

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

''لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے محتاج ہیں اور جو فقہ میں مہارت کا ارادہ رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں غور و فکر کرے''---[٦]

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

''مجھے جب کوئی مشکل پیش آتی تو دو رکعت پڑھ کر امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پہ حاضر ہوجاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہوجاتی ہے''---[۷]

④ حضرت اسد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رات بھر نماز ادا فرماتے اور ہر رات ایک قرآن پاک مکمل فرماتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں آہ و زاری کرتے، یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوسیوں کو بھی آپ پر رحم آنے لگتا۔ آپ نے 40 سال

عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی اور جس جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ہوا، وہاں ستر ہزار مرتبہ قرآن پاک مکمل فرمایا'' ---[۸]

⑤ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟ تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: بالکل، میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ تجھ سے یہ کہہ دیتے کہ اس ستون کو سونے کا بنایا گیا ہے تو ضرور اس پر اپنی دلیل قائم کرتے (یعنی اس کو دلائل سے ثابت کر دیتے اور تجھے سوائے اقرار کرنے کے کوئی چارہ کار نہ ہوتا)'' ---[۹]

⑥ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف میں تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور کے پاس دو رکعتیں ادا فرمائیں اور رفع یدین نہیں فرمایا۔ لوگوں نے سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس عظیم امام کے ادب کی وجہ سے کہ ہم ان کی موجودگی میں ان کے مسلک کے خلاف عمل نہ کریں'' ---[۱۰]

نوٹ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل سے ہمارے اکابر کے طریقِ اختلاف کا بھی پتا چلتا ہے اور یہ عمل ہمیں اپنے علم و عمل میں وسعت پیدا کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

⑦ حضرت ابوالجویریہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چھ ماہ رہا، پس میں نے آپ کو ایک رات بھی سوتے نہیں دیکھا'' ---[۱۱]

⑧ حضرت امام ابوسلیمان داؤد ابن طائی (مرید حبیب عجمی عن خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہم) نے فرمایا:

''امام ابوحنیفہ کے پاس وہ علم تھا جو اہلِ ایمان کے دل قبول کرتے تھے'' ---

⑨ حضرت بشر بن حارث (بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا:

''ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کوئی زبان نہیں کھول سکتا سوائے (دو لوگوں کے، ایک وہ) جو ان کے علم سے حاسد ہو (اور دوسرا) وہ جاہل جو ان کے علم کو نہیں پہچانتا'' ---[۱۲]

⑩ امیر المومنین فی الحدیث ابوعبد اللہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کر کے آیا، جس پہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''تم روئے زمین کے سب سے بڑے فقیہ سے مل کر آرہے ہو'' ---[۱۳]

⑪ حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''یاد رہے کہ اصحابِ کرام (رضی اللہ عنہم) کے بعد فقر کی دولت دو حضرات نے پائی، ایک غوثِ صمدانی محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی (قدّس اللّٰہ سرّہٗ) اور دوسرے حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ جو ایک تارکِ دنیا صوفی تھے۔ آپ نے ستر برس تک کوئی نماز قضا کی نہ روزہ، کیونکہ اِن اعمال کی قضا بندے کو اہلِ دنیا کا ہم نشین بناتی ہے'' ---[۱۴]

⑫ آپ رحمۃ اللہ علیہ مشکل سے مشکل مسئلے کو اتنی آسانی سے حل فرماتے کہ بڑے بڑے علماء بھی حیران رہ جاتے اور آپ کی ذہانت اور حاضر جوابی کا اعتراف کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کس قدر عقل مند تھے اس کا اندازہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے لگا لیجیے:

''عورتوں نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عقل مند شخص پیدا نہیں کیا'' ---[۱۵]

حوالہ جات

۱......تاریخِ بغداد، ج:15، ص:444

۲...... البدایۃ و النھایۃ، ج:10، ص:114

۳...... البدایۃ و النھایۃ، ج:10، ص:114

۴......بخاری و مسلم

۵......تاریخِ بغداد، باب: مناقب أبی حنیفۃ، ج:15، ص:473

۶...... اَلْاَشْبَاہُ وَ النَّظَائِرُ، ابن نجیم، مقدمہ، ج:1، ص:13

۷...... سیر اعلام النبلاء، ج:6، ص:537

۸...... البدایۃ و النھایۃ، ج:10، ص:114

۹...... مرقاۃ المفاتیح، مقدمہ، ج:1، ص:31

۱۰......ایضاً، ص:31-32

۱۱...... مناقب الإمام أبی حنیفۃ و صاحبیہ، ذھبی، ج:1، ص:22

۱۲...... التبییض الصحیفۃ فی مناقب الإمام أبی حنیفۃ، سیوطی، ص:56

۱۳...... الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفۃ النعمان، ص:32

۱۴...... محک الفقر کلاں

۱۵...... الخیرات الحسان، ص:62

[بشکریہ ماہ نامہ مرآۃ العارفین، لاہور]

❀❀❀❀❀

وفیات

مولانا محمد شعبان نوری

دنیا دارِ فنا ہے، یہاں جو آیا، جانے کے لیے ہی آیا--- تازہ مسافرانِ آخرت میں دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپورشریف کے فاضل مولانا محمد شعبان نوری بھی ہیں---

موصوف تحصیل دیپال پور کے قدیم اور معروف قصبہ ''بھومن شاہ'' میں مقیم تھے، ان کے والدگرامی میاں روشن دین نوری، حضرت سیدی فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور پابندِ صوم وصلوٰۃ زمین دار تھے۔

مولانا محمد شعبان نوری 10/مارچ 1953ء کو پیدا ہوئے اور میٹرک کے بعد دارالعلوم حنفیہ فریدیہ میں داخلہ لیا--- وہ نیک سیرت، ملن سار، ہنس مکھ، باصلاحیت، محنتی اور ذہین تھے---تعلیم کے ساتھ ساتھ غیرنصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے --- وہ بہترین کھلاڑی تھے، دارالعلوم کے طلبہ کی والی بال کی ٹیم کے کپتان تھے، علاقہ بھر کی ٹیموں کے ساتھ مقابلے میں ہمیشہ فاتح قرار پاتے---

درسِ نظامی اور دورہ حدیث شریف سے فراغت کے بعد عربی فاضل کیا اور محکمہ تعلیم سے منسلک ہوگئے---عرصہ دراز تک گورنمنٹ ہائی سکول حویلی لکھا میں ٹیچر رہے، اسی اثنا میں سکول کی اسمبلی کے علاوہ عید میلادالنبی اور دیگر اہم مواقع پر خصوصی لیکچر دیتے اور محافل کا اہتمام کرتے--- 2013ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے گاؤں کی مسجد میں فی سبیل اللہ درسِ قرآن اور خطبہ جمعہ کی ذمہ داریاں نبھاتے رہے، جب کہ اپنے آبائی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے کھیتی باڑی کا کام بھی سرانجام دیتے رہے۔

وہ استاذ العلماء حضرت مولانا ابوالبقاء محمد حبیب اللہ نوری رحمۃ اللہ علیہ کے داماد تھے، انہوں نے چاک وچوبند اور صحت مند زندگی گزاری، مگر دوتین سال سے عارضہ قلب میں مبتلا ہوگئے، کبھی کبھی تکلیف محسوس کرتے مگر معمولاتِ زندگی جاری رہے--- رجب المرجب کے اوائل میں مرض نے شدت اختیار کی تو پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں زیرعلاج رہنے کے بعد 3/فروری 2024ء کو راہی ملک بقا ہوگئے---موصوف کے چھ صاحبزادے ہیں، بڑے صاحبزادے محمد اظہر

خاندان کے سربراہ جب کہ منجھلے صاحبزادے مولانا محمد اشہر شعبان نوری فاضل دارالعلوم حنفیہ فریدیہ ان کے علمی جانشین قرار پائے---اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے---

مولانا محمد اطہر نعیمی

حضرت سیدی صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ ارشد، تاج العلماء حضرت مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (1892ء-1966ء) کے صاحبزادے اور ممتاز عالم دین مولانا محمد اطہر نعیمی بھی اپنے رب کریم کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔موصوف 1926ء میں مراد آباد میں پیدا ہوئے، جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے 1946ء میں سند فراغت حاصل کی۔شبیہ غوث الثقلین حضرت ابو احمد شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے، بعدہٗ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ 1950ء میں ہجرت کر کے کراچی آ گئے۔آپ نے اپنی زندگی ترویج واشاعتِ دین میں گزاری، اپنے والد گرامی حضرت تاج العلماء کے وصال کے بعد تقریباً 35 سال تک جامع مسجد آرام باغ کراچی کے اعزازی خطیب رہے۔آپ دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے ٹرسٹی تھے، اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن اور مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے چیئرمین بھی رہے۔آپ نے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب الشفاء اور معارج النبوۃ (فارسی) وغیرہ کتب کا اردو ترجمہ کیا۔وہ اسلاف کی نشانی تھے، جب بھی ان سے ملاقات ہوئی ہمیشہ بزرگانہ شفقت سے نوازتے۔عرصہ سے علیل اور صاحبِ فراش تھے، بالآخر 19/دسمبر 2023ء کو 97 برس کی عمر میں رحلت فرمائی اور جامع مسجد دارالصلاۃ ناظم آباد کراچی سے متصل اپنے والد گرامی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

محترم محمد نعیم طاہر رضوی

اہلِ سنت کے جواں عزم، جواں فکر محترم محمد نعیم طاہر رضوی بھی راہی ملک بقا ہو گئے۔ موصوف گوناگوں صلاحیتوں کے حامل تھے، وہ کنز الایمان سوسائٹی کے بانی، صدر اور ماہنامہ کنز الایمان کے مدیر اعلیٰ تھے۔انہوں نے اس مجلّہ کے ڈیڑھ درجن کے قریب خصوصی نمبر جن میں ختم نبوت نمبر، تحفظ ناموسِ رسالت نمبر، داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نمبر، علامہ شاہ احمد نورانی نمبر، حکیم محمد موسیٰ امرتسری نمبر، راجا رشید محمود نمبر اور تحریکِ پاکستان نمبر خاصے ضخیم اور مفید ہیں۔ان کی زیر نگرانی ''تجرید صحاح'' کے نام سے حجازی سائز کی تین جلدوں پر مشتمل کتاب کے علاوہ متعدد رسائل و کتب ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر تقسیم ہوئے۔علاوہ ازیں اختر رضا لائبریری کا قیام بھی ان کا اہم کارنامہ ہے۔ وہ ہمہ وقت دینی کاموں میں مصروف رہتے، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے تبلیغی مشن کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

محترم حاجی مختار احمد

علاقہ کے معزز و معتبر تاجر محترم حاجی مختار احمد (زمزمہ رائس ملز، بصیر پور) وفات پا گئے۔ انھوں نے اپنی رہائش گاہ سے متصل بچیوں کی دینی تعلیم کا ادارہ قائم کیا اور رفاہ عامہ کے لیے واٹر پلانٹ لگوایا، جس سے عوام و خواص مستفید ہو رہے ہیں۔ ہم ان کے اہل خانہ، بیٹوں اور بھائی حاجی سردار احمد صاحب سے تعزیت کناں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، انھیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے صاحبزادگان حاجی منیر احمد، محمد شبیر، محمد سلیم، محمد رمضان اور ڈاکٹر عثمان رضا کو ان کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علاوہ ازیں:

● خطیبِ اسلام حضرت مولانا حافظ خان محمد قادری (لاہور) کے بھائی جام محمد اجمل لاڑ (انجینئر گڈو تھرمل پاور پلانٹ) ٹریفک حادثہ میں، ● کنز العلماء حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی کے والد گرامی الحاج صوفی غلام سرور گوندل، ● پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مجاہد (لاہور) کے سسر مولانا مفتی پیر عبدالشکور رضوی (شاہدرہ، لاہور)، ● علامہ محمد نعیم جاوید نوری (لاہور) کے چچا جان، ● چودھری محمد اسلم نوری (ریٹائرڈ انسپکٹر ایئر پورٹ سیکیورٹی فورسز) لاہور کے والد گرامی، ● مولانا احمد ندیم راجا نوری (رکن پور) کے دادا جان، ● مولانا محمد ساجد لطیف نوری (رینالہ خورد) کے والد گرامی، ● میاں محمد احمد (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ) کے والد گرامی میاں فتح محمد، ● مولانا محمد یوسف نوری (بھڈال اتاڑ حویلی لکھا) کے بھانجے محمد یٰسین، ● میاں منور علی پھپھر کے صاحبزادے اور میاں بشارت علی پھپھر (بصیر پور) کے بھانجے ڈاکٹر سعد علی، ● مولانا محمد حسن نوری مرحوم (بصیر پور) کا پوتا

● خطیبِ نکتہ داں حضرت مولانا حامد سرفراز رضوی (سمندری، فیصل آباد) کی والدہ محترمہ ● مولانا خواجہ فیض الرسول سدیدی (لاہور) اور خواجہ عبدالخالق سدیدی (دیپال پور) کی ہمشیر، ● مولانا عظیم احمد نوری (فخر ٹاؤن، دیپال پور) کی دادی محترمہ، ● مولانا محمد شہباز نوری (157/W.B، وہاڑی) کی اہلیہ محترمہ، ● مولانا قاری غلام احمد نوری (سوبھا رام، دیپال پور) کی بھابھی صاحبہ، ● چودھری غلام جعفر نوری (ریٹائرڈ ایس ایس پی ٹریفک) لاہور کی خالہ محترمہ، ● مولانا غلام رسول نوری (قصور) کی خوش دامن صاحبہ اور ● مولانا صوفی احمد علی (دھرمہ والا) کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں: اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

جانشین فقیہ اعظم الحاج صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری مدظلہ العالی نے دعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ و سلم علیہ و علٰی آلہ و اصحابہ اجمعین

دوسری قسط

قائدانہ اَوصاف......اسوۂ حسنہ کی روشنی میں

پروفیسر خلیل احمد نوری

❷ پاکیزہ سیرت اور اخلاق فاضلہ

قیادت کی اہلیت میں ایک بڑا وصف قائد کی سیرت وکردار کا اُجلا پن اور باطنی خصائل وعادات کا صاف وشفاف ہونا ہے۔ بے داغ سیرت اور اعلیٰ اخلاق، قائد کو عوام کی نظروں میں محبوب بناتے ہیں اور قائد کے حکم کی تعمیل واتباع پر ابھارتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی پاکیزہ سیرت کے محاسن وکمالات کا احاطہ ممکن نہیں۔ اس کے لیے ہزاروں لاکھوں صفحات درکار ہیں۔ محاسنِ سیرتِ طیبہ کی وسعت وجامعیت کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تربیت براہِ راست اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ہوئی۔ اس لیے کوئی ایسی خوبی نہ تھی جو رسولِ اکرم ﷺ کی ذات میں نہ ہو اور ادنیٰ سے ادنیٰ برائی کا بھی آپ سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ اس ضمن میں قرآن مجید کا درج ذیل جامع بیان، آپ کے اعلیٰ اوصاف اور عمدہ اخلاق کی سب سے بڑی گواہی ہے:

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ٥---[القلم، ۶۸:۴]

''اور بے شک آپ خلقِ عظیم پر فائز ہیں''---

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعے جو ہدایت اور احکام، انسانیت کو تعلیم فرمائے، ان کا مقدس پیکر بنا کر رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا:

کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآنَ---[شرح جامع الصغیر، ۲:۱۷۷]

''رسول اللہ ﷺ کے اخلاق قرآن کا نمونہ تھے''---

خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ---[کنز العمال، ۱:۵]

''میں عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں''---

جن اعلیٰ اخلاق سے رسول اللہ ﷺ کا خمیر اٹھایا گیا تھا، ان عمدہ عادات واوصاف کی آپ ﷺ نے امت کو تعلیم دی۔ اس لیے فرمایا:

أَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ إِیْمَانًا أَحْسَنُھُمْ خُلُقًا---

''مومنوں میں کامل ایمان والا وہ ہے جس کا خلق اچھا ہو''---

[ترمذی، سنن، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی حق المرءۃ]

غارِ حرا میں پہلی وحی کے نزول کے بعد جب رسول کریم ﷺ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو حیرت و اضطراب میں گم پایا تو اطمینان اور تسلی کے لیے آپ ﷺ کے اخلاقِ عالیہ کے اہم پہلو بیان کرتے ہوئے کہا:

''آپ ہرگز فکر مند نہ ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی غم زدہ نہ فرمائے گا۔ آپ عزیزوں اور رشتے داروں سے حسنِ سلوک کرتے ہیں۔ کمزوروں، بے کسوں اور غریبوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا، انہیں دیتے ہیں۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق کے مددگار بنتے ہیں''---

[بخاری، کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی……]

اسی پاکیزہ سیرت و کردار کو رسولِ کریم ﷺ نے اپنی نبوت کی شہادت کے طور پر پیش کیا، جسے قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ٥---[یونس،۱۰:۱۶]

''میں تمہارے درمیان اس سے پہلے عمر کا بڑا حصہ گزار چکا ہوں، کیا تم سمجھتے نہیں''---

قرآن وسنت کے ان جامع بیانات سے معلوم ہوا کہ قائد کے لیے رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ مبارکہ یہ ہے کہ وہ اخلاقِ فاضلہ سے مزین ہو۔ اخلاقِ فاضلہ سے عاری شخص، حقیقت میں معیارِ قیادت پر پورا نہیں اترتا۔ خواہ ذہین و فطین، قیادت کے علم و ہنر میں باکمال اور ظاہری شان وشوکت اور مادی وسائل سے مالا مال کیوں نہ ہو۔ پاکیزہ اور طیب اخلاق و عادات کی فہرست میں نمایاں قدریں سچائی، عہد کی پابندی اور امانت داری ہے۔ انسانی سیرت کی یہ وہ بنیادی قدریں ہیں جن کے بغیر کسی شخص کو قائد تسلیم نہیں کیا جانا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کی تریسٹھ سالہ زندگی کے کسی حصے میں جھوٹ، بدعہدی، خیانت اور معاملات میں بددیانتی کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ گویا رسول اللہ ﷺ کا وجودِ مقدس، پیدائشی اور فطری طور پر فضائل اخلاق کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ آئندہ سطور میں ان تینوں پاکیزہ خصائل کے متعلق رسولِ اکرم ﷺ کی سیرت کے چند نکات پیش کیے جاتے ہیں:

اعلانِ نبوت اور نزولِ قرآن سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی چالیس برس کی زندگی اہلِ مکہ کے سامنے تھی، اس عرصہ میں بھی آپ الصادق الامین کے لقب سے معروف و مشہور تھے۔ دشمنوں کو بھی رسول کریم ﷺ کے صادق القول ہونے کا اعتراف تھا۔ ابوجہل کا کہنا تھا کہ ''محمد! میں تمہیں جھوٹا نہیں کہتا، البتہ تم جو کہتے ہو، اسے صحیح نہیں سمجھتا''۔ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیَحْزُنُكَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ٥---

[ترمذی، سنن، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الانعام، ۵:۲۶۱]

''ہمیں معلوم ہے کہ تمہیں رنج دیتی ہے وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں، تو وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں''---

رسول اللہ ﷺ نے جب اہلِ مکہ کو پہلی مرتبہ دعوتِ اسلام دی تو پہاڑ پر چڑھ کر پکارا:

''یا معشر قریش! جب سب لوگ جمع ہوئے تو فرمایا: اگر میں تم سے کہوں کہ پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر نکل کر تم پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے، تو کیا تم میری بات کی تصدیق کرو گے؟ سب نے کہا: ہاں، کیونکہ:

مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا---

''ہم نے تمہیں کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا''---[بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۂ تبت یدا/مسلم، کتاب الایمان، باب فی قولہ تعالیٰ و انذر عشیرتک الاقربین، حدیث:۵۰۸/ترمذی، سنن، ابواب تفسیر القرآن، باب و من سورۃ تبت یدا، حدیث:۳۳۶۳]

روم کے بادشاہ ہرقل کے دربار میں حضرت ابوسفیان سے جب کہ وہ ابھی ایمان نہیں لائے تھے، جو سوالات کیے گئے، ان میں ایک یہ تھا:

هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ؟---

''کیا اعلانِ نبوت سے پہلے تم اس پر جھوٹ کی تہمت لگایا کرتے تھے''---

حضرت ابوسفیان کو مجبوراً کہنا پڑا کہ نہیں۔

[بخاری، کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی]

جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں جلوہ آراء ہوئے تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو مشرف بہ اسلام ہونے سے پہلے یہودی عالم تھے، زیارت و ملاقات کے لیے حاضر خدمت ہوئے۔ پہلی نظر میں دیکھ کر پکار اٹھے کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

[ترمذی، سنن، ابواب صفۃ القیامۃ، حدیث: ۲۴۸۵]

اسوۂ رسولِ عربی ﷺ کے متعلق ان حقائق سے واضح ہوا کہ تاریخِ عالم کا کوئی قائد،

اس وصف میں، قائد وسالارِ انسانیت ﷺ کا ہم پلہ نہیں گزرا اور مستقبل میں بھی کوئی انسان اس معیار کی گرد کو نہ پہنچ سکے گا۔ پس، ہر قائد کے لیے ضروری ہے کہ وہ سیرتِ طیبہ کو مشعلِ راہ بناتے ہوئے سچائی کے وصف سے بہرہ ور ہو، کیونکہ جھوٹ کی عادت برائیوں کی جڑ اور سچائی گناہوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ جھوٹا شخص عوامی اور قومی معاملات پر سمجھوتا کر کے جھوٹ کے ذریعے اپنے پیروؤں کو دھوکے میں مبتلا رکھتا ہے، لہٰذا جھوٹ کا عادی شخص اپنے پیروؤں کا خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ ایسے شخص کو کسی گروہ یا قوم کا قائد منتخب کرنا ہر اعتبار سے نقصان اور خسارے کا باعث ہوگا۔

عہد کی پابندی، اخلاقیات کی دوسری اہم قدر ہے۔ انسانوں کے باہمی معاملات میں ایفائے عہد کا کلیدی کردار ہے۔ کیونکہ تمام معاملات عہد و پیمانِ وفا پر موقوف ہیں۔ معاہدوں کی پابندی، افراد کے درمیان اختلافات اور تنازعات جنم دینے میں حائل رہتی ہے، جس کے نتیجے میں افرادِ معاشرہ، باہمی محبت واحترام اور اعتماد کے جذبے سے سرشار رہتے ہیں۔ گروہوں اور قوموں کے درمیان معاہدوں کی پاس داری سے سماجی، معاشی اور سیاسی تعلقات میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ عہد شکنی کا لازمی نتیجہ بداعتمادی، کشیدگی، اختلافات، بدامنی اور جنگ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ کسی شخص میں صفتِ وفا نہ رہے تو اس پر اعتماد ختم ہونے سے، اس کے خلاف نفرت کے جذبات ابھریں گے۔ لہٰذا، ایفائے عہد کے اعلیٰ وصف سے عاری شخص کو، کسی جماعت یا قوم کی قیادت کا منصب سپرد نہیں کیا جائے گا۔ پابندیٔ عہد کے حوالے سے رسول اکرم ﷺ کا اسوۂ مبارکہ پوری انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

منصبِ نبوت کی ذمہ داریوں سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے تجارت کو ذریعۂ معاش بنایا۔ عہد کی پاس داری، تاجرانہ اخلاقیات میں بہت نمایاں حیثیت کی حامل قدر ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس اخلاقی قدر کا بہترین نمونہ تھے۔ حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے حضور ﷺ سے خرید و فروخت کا کوئی معاملہ کیا۔ کچھ قیمت ادا کر دی اور کچھ باقی تھی۔ میں نے وعدہ کیا کہ میں یہیں آ کر پھر دوں گا۔ میں بھول گیا اور تین دن

کے بعد مجھے یاد آیا۔ تیسرے دن جب میں وعدہ کے مقام پر پہنچا تو آپ ﷺ کو اسی جگہ منتظر پایا۔ لیکن اس وعدہ خلافی پر آپ بالکل خفا نہ ہوئے۔ بس اتنا فرمایا کہ اے نوجوان! تم نے مجھے تکلیف دی، میں تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

[ابوداؤد، سنن، کتاب الادب، باب فی العدۃ]

روم کے بادشاہ ہرقل کے دربار میں رسولِ اکرم ﷺ کے بارے میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا اعترافِ صدق وسچائی، اوپر کی سطور میں گزر چکا ہے۔ اس موقع پر ہرقل نے یہ بھی دریافت کیا:

فَھَلْ یَغْدِرُ؟---

''کیا رسول اللہ (ﷺ) نے کبھی وعدہ خلافی کی؟''---

حضرت ابوسفیان نے کہا کہ نہیں۔ [بخاری، کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی]

قیادت کا ایک اور بنیادی لازمی وصف امانت داری ہے۔ ہر وہ شخص جو قیادت کے منصب پر فائز ہونے کی خواہش رکھتا ہو یا لوگ اسے قائد وسالار بنانا چاہیں، اسے امین ہونا چاہیے۔ امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ مثلاً: حدیث پاک کے مطابق درست مشورہ دینا، مجلس کا راز ظاہر نہ کرنا اور شوہر اور بیوی کا، باہمی تعلق کی باتیں کسی دوسرے سے بیان نہ کرنا، امانت داری میں شامل ہے۔ مختصر یہ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی مکمل ادائی کا نام امانت داری ہے۔ خصوصاً جب کسی شخص کو اس حیثیت سے قائد ورہنما مقرر کیا جا رہا ہو کہ وہ لوگوں کے مالی وسائل کے جمع واستعمال میں بااختیار ہوگا۔ جیسے کسی ملک کا سربراہ یا قومی خزانے کا وزیر، یا جیسے کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے کا سربراہ۔ خواہ کسی کم تر درجے میں پارٹی کا رہنما جو عوام کی اجتماعی رقوم اور دیگر وسائل خرچ کرنے کا ذمہ دار ہو۔ ان تمام صورتوں میں مالی بدعنوانی میں ملوث کسی بددیانت اور خائن شخص کو قائد ورہنما اور سربراہ کے طور پر منتخب کرنا سخت ترین جرم اور گناہ تصور ہوگا۔ ایسے عہدوں کی اہلیت میں امانت داری کو بنیادی اہمیت دی جائے گی۔ اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ کیا ہے؟ درج ذیل اہم نکات دیکھیے:

حجر اسود کی تنصیب کے واقعہ میں اہلِ مکہ نے متفقہ طور پر آپ ﷺ کے امین ہونے کا برملا اعتراف کرتے ہوئے کہا:

هٰذَا الْاَمِیْنُ، رَضِیْنَا، هٰذَا مُحَمَّدٌ---

[ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱:۱۹۵]

''ہاں! یہ امین ہیں، محمد (ﷺ)، ہم ان کے فیصلے پر راضی ہیں''---

حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک عہد میں بیت المال یعنی قومی خزانے کا اہم ذریعہ آمدن، زکوٰۃ و صدقات کا مال تھا۔ یوں ہی مفتوحہ یا غیر مفتوحہ غیر مسلم علاقوں سے خراج اور جزیہ وصول کیا جاتا۔ یہ ایک طرح کا ٹیکس تھا جو ایسے غیر مسلم افراد پر عائد کیا جاتا جو امن کی شرط پر ریاستِ مدینہ کی ماتحتی اور محکومی قبول کرتے۔ زکوٰۃ اور جزیہ کی وصولی کے لیے، عامل (وصول کنندہ) مقرر کیے جاتے۔ عاملین، زکوٰۃ اور جزیہ کا مال قومی امانت کے طور پر مرکز میں پہنچایا کرتے تھے اور انہیں اس مال سے ان کی خدمت کے معاوضہ کے طور پر حصہ دیا جاتا۔ حضور ﷺ عامل مقرر کرتے ہوئے اسے آخرت کی جواب دہی کی طرف متوجہ فرماتے، تا کہ وہ قومی خزانے میں خیانت کا مرتکب ہو کر اپنی عاقبت خراب نہ کرے۔ اس ضمن میں یہ دو روایات پڑھیے:

حضرت عدی بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے لوگو! تم میں سے جو کوئی ہماری طرف سے کسی کام پر عامل مقرر ہو اور وہ اس میں سے ایک سوئی بھی چھپا لے تو یہ خیانت ہوگی، جسے قیامت کے دن لا کر پیش کرنا ہوگا۔ یہ سن کر انصار میں سے ایک سیاہ فام شخص اٹھا۔ راوی نے کہا گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھ سے اپنا کام واپس لے لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کیا: میں آپ کو اس طرح کی بات فرماتے ہوئے سن رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے اور میں اب بھی کہتا ہوں کہ جس شخص کو ہم کسی کام کے لیے عامل مقرر کریں، اسے جو بھی ملے، کم ہو یا زیادہ، وہ لے آئے، پھر جو اس میں سے دیا جائے،

وہ لے اور جس چیز سے روک دیا جائے، اس سے رک جائے"---

[ابوداؤد، سنن، کتاب القضاء، باب فی ھدایا العمال]

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عامل مقرر فرما کر بھیجتے ہوئے فرمایا: اے ابو مسعود! جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن میں تجھے اس حال میں ملوں کہ تم اس طرح آؤ کہ تمہاری پیٹھ پر زکوۃ کا اونٹ لدا ہو، جو تم نے زکوۃ کے مال سے چرایا ہو اور وہ اونٹ بلبلا رہا ہو۔ ابو مسعود کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے تو میں عامل نہیں بنتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے مجبور بھی نہیں کرتا۔

[ابوداؤد، سنن، کتاب الخراج و الفیء و الامارۃ، باب فی غلول الصدقۃ]

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو اجتماعی فنڈ کے جمع وخرچ پر مقرر کیا جائے، ضروری ہے کہ وہ امین ہو اور آخرت میں جواب دہی کا احساس اس کے رگ و پے میں سمایا ہوا ہو۔ جسے اس حوالے سے اپنے آپ پر اعتماد نہ ہو، اسے چاہیے کہ اپنے آپ کو قیادت کے لیے پیش نہ کرے۔ لوگ اسے منتخب کرنا چاہیں، تو معذرت کر لے۔ جس شخص کا ماضی اس کے خائن ہونے کی گواہی دے، اسے قیادت کی اہلیت سے خارج تصور کیا جائے۔

عہدے اور اقتدار میں تحائف کا ملنا ایک عام بات ہے۔ اسلام کی نظر میں یہ ایک طرح کی رشوت ہے۔ رشوت دینے والے اور لینے والے کے متعلق اسلامی تعلیمات واضح ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلرَّاشِیْ وَ الْمُرْتَشِیْ فِی النَّارِ---[کنز العمال، حدیث:۱۵۰۷۷]

پس کسی عہدے دار کا اپنے عہدے کے باعث تحائف وصول کرنا مالی بدعنوانی کے زمرے میں آئے گا۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو، جو بنو ازد قبیلے کا تھا، صدقات وصول کرنے کے لیے عامل مقرر فرمایا۔ وہ شخص اِبْنُ اللُّتْبِیَّۃ (ابن سرح کے مطابق اِبْنُ الْاُتْبِیَّہ) کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو کہنے لگا کہ یہ مال آپ (قومی خزانے یا بیت المال) کا ہے اور یہ مال مجھے تحفے میں ملا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، پھر فرمایا:

"عامل کا کیا حال ہے کہ ہم اسے بھیجتے ہیں تو آ کر کہتا ہے کہ یہ مال آپ کے لیے ہے اور یہ مجھے تحفے میں ملا ہے۔ پس کیوں نہ وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں بیٹھ رہا اور انتظار کرتا کہ کوئی اسے تحفہ دیتا ہے یا نہیں۔ جو کوئی تم میں سے کوئی چیز (بیت المال سے) لے گا تو اسے قیامت کے دن پیش کرنا پڑے گی۔ اگر وہ اونٹ ہوا تو چلا رہا ہوگا، گائے ہوئی تو چیخ رہی ہوگی، بکری ہوئی تو ممیا رہی ہوگی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند فرمائے، یہاں تک کہ ہم نے بغلوں کی سفیدی دیکھ لی اور فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا۔ اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا"---

[ابوداؤد، سنن، کتاب الخراج و الفیء والامارۃ باب فی ھدایا العمال]

اسلامی ریاست میں اجتماعی فنڈ کا ایک شعبہ فتوحات کے نتیجے میں حاصل ہونے والا مالِ غنیمت ہے۔ مالِ غنیمت کا ضابطہ یہ ہے کہ مجاہدین، فتح کے بعد میدان جنگ سے ملنے والے کفار کے مال کی ہر چھوٹی بڑی چیز لا کر سپہ سالارِ لشکر کو جمع کرائیں گے۔ سپہ سالار، اسے مجاہدین میں تقسیم کرے گا۔ گویا، مالِ غنیمت تمام مجاہدین کا مشترک اثاثہ اور اجتماعی ملکیت شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا تقسیم سے پہلے کسی سپاہی کے لیے جائز نہیں کہ اس میں سے کوئی چیز اپنے پاس رکھ لے۔ خواہ وہ چیز ادنیٰ اور کم قیمت ہی کیوں نہ ہو۔ اس ضابطے پر عمل نہ کرنے والا خائن شمار کیا جاتا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے خود مالِ غنیمت میں سے شرعی ضابطے سے ہٹ کر کچھ وصول نہ کیا، جیسا کہ درج ذیل روایت سے ظاہر ہے:

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک غزوہ کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جب کہ مالِ غنیمت کا ایک اونٹ بطور سترہ (آڑ) آپ کے سامنے تھا۔ جب سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے اونٹ کے پہلو سے ایک بال لیا اور فرمایا:

"تمہیں ملنے والے مال غنیمت میں سے اس بال کے برابر بھی میرے لیے حلال نہیں ہے، سوائے خمس کے اور وہ خمس بھی تمہاری طرف لوٹا دیا جاتا ہے"---

[ابوداؤد، سنن، کتاب الجہاد، باب فی الامام یستاثر بشیء من الفیء لنفسہ]

خمس سے مراد مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ ہے۔قرآن مجید کے مطابق خمس، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ، آپ کے قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے لیے ہے۔

[الانفال، ۸:۴۱]

غنیمت کے اموال سے کوئی چیز ذاتی تصرف میں لانا اور اجتماعی مال میں جمع نہ کرانا کس قدر سخت جرم ہے، اس کا اندازہ درج ذیل روایات سے کیجیے:

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی غزوۂ خیبر میں فوت ہو گئے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں اس بات کی اطلاع دی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم اپنے دوست کی نماز جنازہ پڑھ لو(یعنی میں نہیں پڑھاؤں گا) یہ سن کر لوگوں کے چہروں کا رنگ اڑ گیا (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پریشانی ہوئی کہ آخر اس نے کیا گناہ کیا ہے کہ آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھنے سے انکار فرما دیا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا:''تمہارے اس دوست نے مالِ غنیمت میں خیانت کی ہے۔ ہم نے اس کے مال کی تلاشی لی تو یہود کے موتیوں میں سے ایک موتی ہمیں ملا، جس کی قیمت دو درہم کے برابر بھی نہ تھی''---

[ابوداوٗد، سنن، کتاب الجہاد، باب فی تعظیم الغلول]

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قیادت کے اوصاف میں پہلا وصف شخصی وجاہت اور بدن کی خوبصورتی ہے۔ یہ ایک اضافی خوبی ہے، جو کسبی نہیں، وہبی ہے، یعنی یہ عطیہ الٰہی ہے۔ بہر حال اسوۂ رسول ﷺ یہی ہے کہ قائد کا ظاہر پُرکشش ہو۔اسوۂ رسول اکرم ﷺ کی روشنی میں مسلم سربراہ کا دوسرا لازمی وصف یہ ہے کہ وہ عمدہ اخلاق کا حامل ہو۔عجز وانکسار، کی صفت رکھتا ہو، متواضع ہو، ایثار پیشہ ہو، علم وحکمت کی دولت سے مالا مال ہو، صبر واستقامت اور عفو و درگزر وغیرہ کا پیکر ہو۔ خاص طور پر سچائی، عہد کی پابندی اور امانت داری میں اخلاقِ نبوی کا نمونہ ہو۔ یہ تینوں بنیادی قدریں عمدہ اخلاق کی جڑیں ہیں۔

[جاری ہے]

تبصرۂ کتب

اذکار جمیل العلماء

اہلِ سنت کے غیر متنازعہ عالم دین جمیل العلماء حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ایک تاریخ ساز شخصیت تھے۔ وہ بہترین مدرس، اعلیٰ اقدار کے حامل مربی، ممتاز مصنف، ادیب، خطیب اور سیاست کے رموز شناس تھے۔تحریکِ آزادیٔ کشمیر، تحریکِ ختم نبوت، تحریکِ نظام مصطفیٰ میں بھرپور کردار ادا کیا۔انہوں نے اکابر کو بہت قریب سے دیکھا اوران کی پاکیزہ باتوں اور حسین یادوں کو کتابوں میں محفوظ کرنے کا اہتمام کیا۔انھیں انجمن طلباءِ اسلام کے بانی ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ قائد ملتِ اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد ساتھیوں میں سے تھے۔

جمیلِ ملت خوش پوش،خوش ذوق،خوش اخلاق،خوش اطوار اوراپنی ذات میں انجمن تھے۔ وہ اپنے اساتذہ اور اکابر کے قدردان،احسان منداور وفادار تھے۔حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید مولانا محمد عمر نعیمی قدس سرہ العزیز کے قابلِ فخر شاگرد تھے اور اسی نسبت سے ''نعیمی'' کہلاتے تھے۔والد گرامی حضرت سیدی فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ العزیز کی نسبت سے احقر کو اپنی محبتوں سے نوازتے رہے،مہینے میں ایک دو بار فون کر کے خیریت دریافت کر لیتے۔ زیرِ نظر کتاب انہی کے تذکارِ جمیلہ پر مشتمل ہے۔

اس کے مؤلف اہلِ سنت کے نامور قلم کار ابوسعید سردار محمد اکرم بٹر ہیں، جو اپنی علالت وضعف کے باوجود قلمی محاذ پر مجاہدانہ کردار ادا کر رہے ہیں۔درجنوں موضوعات پر خامہ فرسائی کر چکے ہیں، انہوں نے ماضی کے دریچوں سے جھانکتے ہوئے متعدد علمی، سیاسی اور سماجی شخصیات کے حوالے سے اپنی یادداشتوں کو مرتب کیا اور یوں زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے، گل ہائے رنگارنگ، ماضی کے جھروکوں سے،حرمتِ قلم کے پاسباں،اکابر تحریکِ ختم نبوت وغیرہ یادگار کتابیں منظر عام پر آئیں۔ علاوہ ازیں شہید ناموسِ رسالت غازی ممتاز حسین قادری، علامہ خادم حسین رضوی، داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور کشف المحجوب کے حوالے سے کتابیں مرتب کر کے منصۂ شہود پر لائے۔ایک عرصہ تک

ان کی زیرادارت سہ ماہی ''نوید سحر'' شائع ہوتا رہا، زیرنظر کتاب بھی آپ کی محنت وکاوش اور حسن انتخاب کی شاہکار ہے۔ زیرنظر کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے، جس میں علامہ جمیل احمد نعیمی کی سوانح حیات، سانحۂ ارتحال پر اہلِ علم کے تاثرات، سیاسی افکار، تصنیفی وتبلیغی خدمات، انٹرویوز اور اخباری بیانات وغیرہ پر مبنی نہایت عمدہ اور کار آمد خزینہ یکجا کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سردار صاحب کوصحت وعافیت کے ساتھ مزید خدماتِ دینیہ کی توفیق مرحمت فرمائے اور ان کی تصانیف کومقبولِ خاص وعام بنائے۔

صفحات 424، ہدیہ ہزار روپے، ناشر: ادارہ نوید سحر 24-عمر بلاک، شالیمار ٹاؤن کاہنہ نو، لاہور

❶...... محمد ﷺ سے وفا ❷...... سپین --- اقبال کا دوسرا خواب

شاعرِ مشرق، فیلسوفِ اسلام علامہ محمد اقبال کی شاعری جہاں اپنی مقصدیت ومعنویت، آفاقیت، سرکار ابد قرار ﷺ کی محبت، امتِ مسلمہ کی نشأۃ ثانیہ اور اسلام کی سربلندی کی آرزو کے حوالے سے اپنی مثال آپ ہے، وہیں فنِ شعر وسخن کی معراج ہے۔ یوں تو ان کا سارا کلام ہی انتخاب ہے، تاہم بعض نظمیں تو حسنِ صوری ومعنوی کی شاہکار ہیں۔ شکوہ، جوابِ شکوہ اور مسجد قرطبہ بلا شبہ ان کی شاعری کا عمدہ ترین نمونہ اور نقطۂ کمال ہے۔ ''محمد ﷺ سے وفا''، شکوہ اور جواب شکوہ کی شرح، جب کہ ''اسپین --- اقبال کا دوسرا خواب'' میں مسجد قرطبہ کی تشریح ہے۔ ان منظومات کے شارح ڈاکٹر عابد شیروانی، ایڈوکیٹ ہائی کورٹ سندھ، سرپرست انجمن ترقی اردو پاکستان اعلیٰ ذوق رکھنے والے اقبال شناس ہیں۔

نظم شکوہ کے 31 بند اور 93 شعر ہیں، ہر بند میں تین تین اشعار ہیں، جواب شکوہ کے 36 بند اور 108 /اشعار ہیں۔ ڈاکٹر شیروانی نے دونوں نظموں کو یکجا کر کے پہلے شکوہ اور پھر جواب شکوہ کے بند کی اس نہج پر شرح کی ہے کہ قاری کو اس کا مفہوم آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے اور بہت سے اشکال بھی رفع ہو جاتے ہیں۔ ہر بند میں اولاً ہر شعر کے مشکل الفاظ کے معنی، پھر اس کی تشریح ہے۔ ڈاکٹر شیروانی اگرچہ پیشے کے اعتبار سے وکیل اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے محکمے میں افسر رہے ہیں مگر کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بلند پایہ ادیب، مفکر، سخن شناس، محقق اور شارح ہیں۔

دوسری کتاب ''اسپین'' میں علامہ اقبال کی مشہور نظم قرطبہ کی تشریح ہے۔ یہ صرف شرح ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ اور 800 سالہ سنہری دور کی تاریخ ہے۔ اور پھر اس عروج کے بعد زوال کے المیہ کا دردناک مرثیہ بھی ہے۔ اسپین سے اسلام اور مسلمانوں کی تمام تر نشانیوں کو مٹانے کے باوجود مسجد قرطبہ ایسی شاندار یادگار رہے، جو زبانِ حال سے مسلمانوں کے پُرشکوہ دَور کی داستان سنا رہی ہے۔

نظم قرطبہ میں 8 /بند ہیں اور ہر بند 8 /اشعار پر مشتمل ہے، اس طرح اس نظم کے 64 /اشعار ہیں۔

پہلی کتاب 384 صفحات کی ہے اوراس کی قیمت ایک ہزار روپے ہے، جب کہ 290 صفحات کی دوسری کتاب اسپین کا ہدیہ 600/روپے ہے۔ یہ دونوں کتابیں ہمیں سفیر کتب، علم وعلماء دوست، محترم صوفی مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی، بانی وچیئر مین فیضِ رضا لائبریری کراچی نے بھجوائی ہیں، جس پر ہم ان کے شکر گزار اور شارح اقبال ڈاکٹر عابد شیروانی کوان کی کاوشوں پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

دونوں کتابوں کے ناشر: علامہ اقبال اسٹوڈیو، A-108 بلاک 2 گلشنِ جوہر، کراچی

تحریک آزادئ کشمیر اور علماء و مشائخ

کشمیر کواپنے محلِ وقوع اور خوبصورتی کے لحاظ سے جنت نظیر کہا جاتا ہے،اس میں غالب اکثریت مسلمانوں کی ہے، جوگزشتہ کئی عشروں سے جدوجہد آزادی میں مصروف ہیں، تحریک ازادی کے لیے انہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ان کی بے پناہ قربانیوں کی خون چکاں داستان لوحِ وقت پر ثبت ہے۔کشمیری مسلمانوں کی مدد کے لیے جہاں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں نے اپنا اپنا کردارادا کیا، وہیں علماء ومشائخ کی جدوجہد بھی سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔

زیرنظر کتاب ''تحریک آزادئ کشمیر اور علماء ومشائخ'' اسی سلسلے کی ایک زرّیں کڑی اور انتہائی قابلِ قدر دستاویز ہے۔اس کے مصنف علامہ سید زاہد حسین نعیمی ایک علمی وروحانی خانوادے سے تعلق رکھنے والے محقق، مصنف، مؤرخ، ماہر تعلیم، مقالہ نگار، کالم نویس اور عصری علوم کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ پر بھی گہری نظر رکھنے والے دانش ور ہیں۔ وہ دو درجن سے زائد کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں، انہوں نے یہ تاریخی دستاویز رقم کر کے اہم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد جمعیت علماء پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اس کے صدر منتخب ہوئے۔انہوں نے جہادِ کشمیر میں عملی طور پر حصہ لیا، سیدی وابی حضرت فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی سمیت ہزاروں علماء ومشائخ نے ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کشمیری مسلمانوں کے ساتھ دامے، درمے، سخنے ،قدمے بھرپور تعاون کیا۔

14/ابواب پر مشتمل زیرنظر کتاب ریاست جموں کشمیر کے تعارف، سیاسی کردار، عسکری کردار، صحافتی کردار، مجلّات، رسائل وجرائد اور شخصیات وتنظیمات کے کردار کو انتہائی شستہ، شائستہ، علمی، ادبی، دل کش، دل پذیر اور روح پرور انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ جو تاریخی ادب میں ایک حسین اضافہ اور اہلِ علم کے لیے عمدہ سوغات ہے۔ صفحات 496، ہدیہ 1200/روپے، ناشر آواز پبلی کیشنز، اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک، راول پنڈی، فون نمبر: 0300-5211201

ایک شاہ کار ادبی اور ایمان افروز تحریر

یہ کوچہ حبیب ہے، پلکوں سے چل کے آ

آغا شورش کاشمیری

گنبدِ خضرا رُوبرو تھا--- جہاں کبھی حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ناقہ میزبانی کا شرف بخشنے کے لیے بیٹھ گیا تھا، وہاں جنت البقیع کو جاتی ہوئی سڑک پر کار رُک گئی--- بابِ عمر، بابِ عبدالمجید اور بابِ عثمان کی سڑک پر قصر الحجاز ہوٹل ہے، وہاں ہم دو کمرے لے کر ٹھہر گئے--- کوئی دس منٹ میں نہا دھو کر کپڑے بدلے، بالکونی سے جھانکا تو نگاہیں گنبدِ خضرا سے ہم آغوش ہو گئیں--- اس وقت کبوتروں کی ٹکڑی نے ہالہ باندھ رکھا تھا، آرام گاہِ نبوت میں کورنش بجالا رہے ہیں--- مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا--- کیا واقعی مدینۃ النبی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ہوں یا خواب دیکھ رہا ہوں--- مجھے اپنے موجود ہونے کا احساس ہو گیا---

سلام ہوا اے مدینۃ النبی! تو کائنات کے فکر و ناز کی پونجی ہے--- تیری بنیادیں صبحِ قیامت تک قائم و دائم ہیں--- تو نے وہ شرف حاصل کیا جو کرۂ ارض کے کسی خطے کو

حاصل نہیں اور نہ حشر تک کوئی خطہ اس سعادت سے مشرف ہوگا--- تیرے آغوش میں ایک ایسا انسان سو رہا ہے، جو اپنے مولد سے ہجرت کر کے یہاں آیا، تو نے اس کو پناہ دی، اس کی میزبانی کی پھر وہ تیرا ہی ہو گیا--- تیری مٹی کو اس نے اپنے وجود سے زندہ جاوید کر دیا--- تیرا نام اسی کا ہوگا، اسے یہاں تک بالا کیا اور دوام بخشا کہ صدیوں سے انسانوں کے قافلے صبح وشام تیری طرف کھنچے چلے آتے ہیں--- تیری فضاؤں میں قرن ہا قرن سے درود وسلام کے موتی بکھر رہے ہیں--- تیرے ہاں حاضر ہونا دنیا کی عظیم سعادتوں میں سے ایک سعادت ہے--- سب سے بڑی سعادت آج قریب چودہ سو برس ہوئے ہیں، تیری کوئی ساعت، کوئی ثانیہ، کبھی درود وسلام سے خالی نہیں رہا--- تیری گلیاں ہم ایسوں کے لیے مصری کی ڈلیاں اور گلاب کی کلیاں ہیں--- تیرے ذرّے مہر و ماہ کو شرماتے اور دل ونگاہ کو چمکاتے ہیں، تیری ہواؤں میں انفاس رسالت ﷺ کی خوشبوئیں بسی ہوئی ہیں---

تو کتنا حلیم وکریم ہے کہ ہم ایسوں کو بھی حاضری کی سعادت بخشتا ہے--- تیری عزت بے پایاں اور تیری عظمت بے کراں ہے--- تو وہ دریائے کرم ہے کہ ہر ذی روح تیرے یہاں آ کر اپنی پیاس بجھاتا ہے--- تو آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے---

اے کرۂ ارضی کے سرتاج! اے سرتاجِ الانبیاء کی آرام گاہ! سیّد البشر کی بدولت کروڑوں انسانوں کو زندگی بخشنے والے! اے کلام الٰہی کے ۸۶۴۳۰ کلمات اور تین لاکھ تئیس ہزار سات سو ساٹھ حروف میں سے مدنی آیتوں کی جائے نزول! اے اس آخری نبی ﷺ کے مدفن مبارک، جس کی ذات اقدس پر ۲۲/ سال ۵/ ماہ کے عرصہ میں ۶۶۶۶/ آیتیں نازل ہوئیں، اے رحمتوں اور فضیلتوں کے شہر! اے عظیم انسانوں کے ضامن، اے زبان و بیاں کے روح رواں! اے سپہ سالاروں کے دل کی دھڑکن! اے انشاء پردازوں کے علوِ فکر، اے شاعروں کے تخیل کی معراج، اے خطیبوں کے ولولۂ خطابت کی آبرو، اے عالموں کے افکار کی آرزو، اے دانش وروں کے علم وحکمت کی جستجو، اے عابدوں کی جبیں کے ناز، اے زاہدوں کی محبت کے محور، اے جود وسخا کے مخزن، اے جمالِ دوست کے مسکن، اے گنہ گاروں کی بخشش گاہ، اے بلدۂ رسالت پناہ، اے مرکزِ دل ونگاہ، اے انس وملک کی بوسہ گاہ، اے خطا کاروں کے خطا پوش، اے ہر عہد کے فضلاء کی منزل، اے عاشقانِ صادق کے محمل، ایک ہیچ مداں

اور بے سروسامان کا سلام قبول کر---

اے مدینۃ النبی! تو مرکز انوارِ الٰہی ہے---تو نے سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ کو دیکھا اور جاوداں ہو گیا۔ اللہ نے تجھے ہمیشگی بخشی ہے---فرشتے اللہ کے عرش سے تیرے فرش پر درودوسلام کے تحفے لاتے ہیں---تو نے اسلام کو رونق بخشی اور تاریخ کو عزت دی ہے---تو نے ادب کو درخشاں کیا---تو نے قلم کو توانائی، زبان کو رعنائی، بیان کو زیبائی اور فکر کو گہرائی بخشی ہے---ہم تیرے اور تو ہمارا ہے--- تیری صبحوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا سوزِ دروں اور انصار و مہاجرین کا جوشِ جنوں ہے---تو شب زندہ داروں کی بلاواسطہ حکایت کا گوہرِ مکنوں ہے---تو عرش سے نازک تر ہے--- تیرے آغوش میں نصف اسلام سو رہا ہے--- تیری مٹی پاتال تک مقدس ہے---تو سب سے بڑی تاریخ ہے--- تیرے شمال میں اُحد ہے، جس نے بہ قول ابوالحسن علی ندوی لغت کو شجاعت کے لیے بے شمار الفاظ دیے ہیں--- وہ پہاڑ جو قیامت کے روز جنت میں اٹھایا جائے گا--- تیرے مشرق میں جنت البقیع ہے، جہاں وہ لوگ سو رہے ہیں جو ابدالآباد تک زندہ ہیں---جن کے لیے موت نہیں، جن سے موت بھاگتی رہی اور ہمیشہ کے لیے بھاگ گئی--- جن کے چہروں کی غیرت نے عرش و فرش سے سلام لیے ہیں، جو صرف زندہ رہنے کے لیے پیدا کیے گئے--- جن کا عقیدہ تھا کہ موت زندگی کی ابتدا ہے اور وہ مر کے زندگی کی ابتدا کر گئے---وہی زندگی تب سے اب تک رواں دواں ہے---

سلام ہو اے مدینۃ النبی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سلام ہو!

اے شہروں کے شہنشاہ! اے انسانوں کی امید گاہ!

اے زیرِ فلک عالم پناہ! سلام ہو!

میں کیا، میری بساط کیا--- ایک مجموعۂ فسق و فجور--- مجھ میں یہ بال و پر کہاں سے آ گئے کہ اڑ کے یہاں چلا آیا--- بہت ہمت کی، قدم اٹھتے ہی نہیں، ایک سیاہ کار، کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہونا بہت بڑی جسارت ہے--- میں اس حد تک تو پہنچ گیا جہاں تک ۱۶۱ھ ہجری میں توسیع ہوئی تھی، اس سے آگے حوصلہ مفقود تھا--- ہاتف نے آواز دی رکو نہیں، یہاں رک گئے تو کہیں کے نہیں رہو گے--- ستونِ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا

دیکھ رہا تھا کہ حضور ﷺ حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں فروکش ہیں--- میں نے اپنے تئیں بندھا ہوا پایا--- حضور ﷺ بلائیں تو آگے بڑھوں--- ان ﷺ کی طرف سے بندش ڈھیلی نہ ہوگی تو ہلوں گا کیوں کر؟--- دل نے کہا:

روسیاہوں کے روسیاہ! جب تک اس در پہ کھڑا نہیں ہوگا، یہ روسیاہی نہیں دھلے گی--- یہ داغ نہیں مٹیں گے--- پگلے! ان سے مایوس ہوتے ہو جو لاتقنطوا کا مژدہ لائے--- تو چشمہ پر تشنگی مٹانے پہنچا ہے اور لب خشک کیے کھڑا ہے--- آگے بڑھ اور کھڑا ہو جا! اُن ﷺ کے سامنے جو دونوں جہانوں کی رحمت ہیں--- ان کے فیض کا خزانہ کھلا ہے، دونوں ہاتھوں سے جھولی بھر--- صبح و مسا بھر--- یہاں سے ہر شخص کو خلعتِ فاخرہ ملتی ہے، کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں--- یہ رحمۃ للعالمین ﷺ کا دربار ہے---- سورج، کالے گوروں پر یکساں چمکتا ہے، ہوا گنہ گاروں کے لیے رک نہیں جاتی--- وہ سب کے لیے مشام جاں ہیں--- خوشبو پھیلنے کے لیے ہے--- چشمے کسی کے لیے اپنے سوتے نہیں موڑتے، وہ سب کے لیے رواں دواں رہتے ہیں--- لوگ آتے ہیں اور تشنگیاں مٹا کر چلے جاتے ہیں--- آبِ رواں نے کسی تشنہ لب سے اس کی ذات پات نہیں پوچھی، ہمیشہ ظروف بھر دیے ہیں---

میں آخر وہاں پہنچ گیا جہاں پہنچنے کے لیے آیا تھا--- روضۂ اقدس علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ہدیۂ عقیدت پیش کیا:

الصلوٰۃ و السلام علیك یا رسول اللّٰہ

الصلوٰۃ و السلام علیك یا حبیب اللّٰہ

الصلوٰۃ و السلام علیك یا نبی اللّٰہ

تین بیضوی جھروکوں میں پہلا جھروکا حضور سرورِ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے، دوسرا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا، تیسرا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا--- نہ جانے کتنی دیر گم صم کھڑا رہا--- آنسوؤں کی جھڑی لگی رہی--- انسانوں کا تانتا بندھا ہوا ہے اور سب اشک بار ہیں--- اس حد تک تحیر ہے کہ ایک دوسرے سے کوئی آگاہ نہیں--- لوگ آرہے ہیں اور جا رہے ہیں، پہرے دار کھڑے ہیں، راستہ بن رہا ہے، خلقت نکل رہی ہے، دعائیں لٹ رہی ہیں--- شمع روشن ہے، پروانے جمع ہیں، گھٹتے ہی نہیں، بڑھتے چلے جاتے ہیں، دعائیں دہرا دہرا کر

ختم ہو گئیں--- درود و سلام کے نذرانے نذر ہوتے رہے--- وہ کیف و سرور کا حسین منظر جو مواجہہ پر تھا، ہر آن بڑھتا گیا--- ادب کی آخری حد، عشق کی منتہیٰ، حسن کی جولان گاہ، ملائکہ عرش الٰہی سے اتر کر درود و سلام کے موتی نچھاور کر رہے ہیں---

یہاں کوئی شخص مادی نذرانے لے کر نہیں آتا--- نذر نہ نیاز، پھول نہ گجرے، نہ اگر بتی نہ چادریں، نہ فواکہات نہ مشروبات، دل و نگاہ کے سوا کوئی نذرانہ نہیں--- ادب و توقیر اور عجز و انکسار سب سے بڑے نذرانے ہیں--- طاقچوں پر چاروں طرف قرآن سجے ہیں--- لوگ نوافل و فرائض سے فارغ ہو کر قرآن پڑھتے اور جس پر قرآن نازل ہوا، اس کے حجرے کو تکتے اور درود و سلام بھیجتے ہیں--- ہر شخص اس گماں میں ہوتا ہے کہ ابھی، بس ابھی، اُمی لقبی ہاشمی، سراپردہ حرم سے باہر تشریف لائیں گے اور ہم اُن ﷺ کے جمالِ جہاں آرا کے انوار سے اپنا دامن بھر لیں گے--- بڑھ کر قدوم ناز پہ نثار ہو جائیں گے---

قرآن وہاں پڑھا جا رہا تھا جہاں گنبدِ خضرا تلے وہ عظیم ہستی ﷺ محوِ خواب ہے، جس پر یہ نازل ہوا تھا--- سبحان اللہ!

آواز تھی کہ سحر...... قرآنِ پاک دلوں میں اترتا جا رہا تھا---

اسطوانۂ جبریل...... روضۂ اقدس اور کلام پاک! اندازہ کیجیے کیا سماں ہو گا؟---

یہی وہ لذتیں ہیں جو الفاظ کے حصار میں نہیں آتیں--- ایسا کوئی آئینہ نہیں جو عکس لے سکے اور کوئی بیاں نہیں کہ احاطہ کر سکے--- جبینِ خیال پر سوچ کا موتی ابھارے، وہ کیا چیز ہو گی جو عشق کے ان ایمان افروز لمحوں میں پیدا ہوتی اور دل و دماغ کو مسحور کرتی ہے--- عشق و ارادت اور کیف و مستی کا یہی وہ مقام ہے، جہاں الفاظ پیچھے رہ جاتے ہیں، آواز ساکت ہو جاتی ہے اور انسان پر سحر طاری ہو جاتا ہے---

وہ سامنے ہیں نظام حواس برہم ہے
نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے

[''شب جائے کہ من بودم''، بشکریہ ماہنامہ ضیائے حرم، اسلام آباد]

❁❁❁❁❁

ختمِ دورۃ القرآن اور ختمِ صحیح بخاری و مشکوٰۃ

صاحب زادہ فیض نوری

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور شریف

امیرالمومنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ الباری کی ''صحیح'' کی ہمہ گیر مقبولیت اورشہرت کے پیشِ نظر مدارسِ دینیہ میں ختم بخاری کی تقریبات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔گزشتہ سالوں کی طرح امسال ۲۹ ر رجب المرجب ۱۴۴۵ھ، ۱۱ر فروری ۲۰۲۴ء، بروز اتوار، نو بجے صبح، جامع مسجد نور، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف میں ایک باوقار تقریب کا اہتمام ہوا۔جانشین فقیہ اعظم شیخ الحدیث حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری دامت برکاتہم العالیہ نے آخری باب اور آخری حدیث پاک کا درس دیا اور ترجمۃ الباب اور حدیث پاک سے متعلق علمی وفنی ابحاث کے ساتھ ساتھ امام بخاری کی علمی خدمات،عبادت وریاضت،تقویٰ وطہارت اور دیگر سوانحی پہلوؤں پر جامع گفتگو فرمائی۔

انھوں نے فرمایا کہ ہماری سندِ حدیث حضرت سیدی فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی کے مشائخ استاذ الاساتذہ،سند المحدثین حضرت سید دیدار علی شاہ محدث الوری اور حضرت بدرالاماثل صدرالافاضل مفسرِ قرآن مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کی وساطت سے امام بخاری اور دیگر محدثین تک متصل ہے۔ ہمارے شیخ حضرت سیدی فقیہ اعظم نے کم وبیش پچاس سال تک حدیث شریف کا درس دیا،ان بزرگوں کے اخلاص کی برکات اور روحانی تصرفات آج بھی ہمارے شاملِ حال ہیں۔

حضرت جانشین فقیہ اعظم مدظلہ العالی نے طلبہ کو تلقین فرمائی کہ وہ اپنے مشائخ کرام کے طریقِ کار پر عمل پیرا ہو کر پوری لگن، محنت اور اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ خدماتِ دینی سرانجام دینے کا عہد کریں، پیغام محبت رسول ﷺ کو عام کریں اور عملی زندگی میں فروغ دین کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کر دیں۔اس موقع پر فارغ التحصیل علماء کرام کو سندِ فراغت دی گئی، جب کہ ان کی دستار بندی عرس مبارک حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور سالانہ اجلاس دارالعلوم (منعقدہ ۱-۲ ر رجب المرجب ۱۴۴۵ھ/۱۳-۱۴ر جنوری ۲۰۲۴ء) کی آخری نشست میں کی گئی تھی۔تقریب میں ادارہ کے مدرسین، طلبہ دارالعلوم ہذا،ان کے اعزہ واقارب اور معززینِ شہر نے شمولیت کی۔

جامعہ یوسفیہ کوٹ رادھا کشن

اہلِ سنت کے ممتاز عالم دین مولانا محمد مقصود احمد یوسفی مہتمم جامعہ یوسفیہ کے زیر اہتمام اور علامہ پروفیسر مفتی محمد انوار حنفی کی زیر صدارت مورخہ 24 رجنوری 2024ء کو تقریب ختم بخاری منعقد ہوئی،

جس میں جامعہ کے شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد ارشد نوری، ادارہ کے مدرسین اور کوٹ رادھا کشن، پتوکی، چونیاں، چھانگا مانگا اور گردونواح کے کثیر علماء کرام اور طلباء نے شرکت کی۔ اس موقع پر جانشین سیدی فقیہ اعظم حضرت صاحبزادہ مفتی پیر محمد محبّ اللہ نوری زید مجدہ نے صحیح بخاری شریف کے آخری باب کا درس دیا اور علمی معارف ونکات بیان فرمائے۔

جامعہ غوثیہ للبنات دیپالپور

مورخہ 18رفروری 2024ء کو اہلِ سنت کے ممتاز عالم دین علامہ محمد اسلم کریمی کے زیر اہتمام جامعہ غوثیہ للبنات میں ختم بخاری شریف کی تقریب منعقد ہوئی، طالبات کے نصاب میں شامل صحیح بخاری شریف، حصہ اوّل کی آخری حدیث پاک کا درس حضور سیدی جانشین فقیہ اعظم صاحبزادہ مفتی محمد محبّ اللہ نوری مدظلہ العالی نے دیا، اس موقع پر آپ نے خواتین کے لیے دینی تعلیم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے طالبات کو سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کی سیرتِ طیبہ کو اپنانے اور اخلاص کے ساتھ خدمتِ دین اور تعلیم وتربیت کے فروغ کے لیے کوشاں رہنے کی تلقین فرمائی۔

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ للبنات، بصیرپور شریف

19رفروری 2024ء، بروز پیر دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور شریف کے شعبہ البنات کے نوتعمیر شدہ قرآن ہال میں طالبات کے ختم دورۃ القران اور ختم صحیح بخاری شریف کی پروقار تقریب ہوئی۔ تقریب کی صدارت طالبات کی روحانی ''باجی جان'' محترمہ امّ سعد نے کی، جب کہ پیرزادہ مولانا محمد نصر اللہ نوری (ناظم شعبہ البنات) اوران کی اہلیہ محترمہ، جامعہ کی صدر معلّمہ امّ سبط کی زیر نگرانی یہ تقریب انعقاد پذیر ہوئی۔

جامعہ (البنات) کے وسیع، خوبصورت اور نئے ہال کا افتتاح درسِ قران کریم اور درسِ صحیح بخاری سے ہوا، اس موقع پر جانشین حضور سیدی فقیہ اعظم صاحبزادہ مفتی محمد محبّ اللہ نوری زید مجدہ نے قرآن کریم کی آخری دوسورتوں اور صحیح بخاری، جلد اوّل کے آخری باب باب اسلام سلمان الفارسی کا نہایت ہی علمی، روحانی اور پر کیف درس دیا۔ آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ، اسلام کی خاطر مصائب ومشکلات کا برداشت کرنا اور پھر آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطاؤں، بالخصوص سَلْمَانُ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ کے منفرد اعزاز سے نوازنے کا بڑے ایمان افروز انداز میں تذکرہ کیا۔ طالبات کو پند ونصائح کرتے ہوئے دینی علوم کی اہمیت سے آگاہ کیا، آخر میں طالبات، ان کے اہلِ خانہ، جامعہ کے معاونین، معلمات اور عالم اسلام خصوصاً وطنِ عزیز پاکستان کی سالمیت، امن واستحکام اور خوش حالی کے لیے دعا کی۔

جامعہ نوریہ لاہور

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کے ممتاز فاضل، خطیب پاکستان علامہ محمد عارف نوری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس ان کے قائم کردہ مدرسہ جامعہ نوریہ، سبزہ زار سکیم لاہور میں مورخہ 21رجنوری 2024ء، بروز اتوار

ان کے صاحبزادے محمد ندیم عارف نوری کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ اس موقع پر درس نظامی کے نصاب میں شامل حدیث شریف کی معروف کتاب مشکوٰۃ المصابیح کے ختم کی تقریب بھی ترتیب دی گئی، آخری حدیث شریف کا درس حضور سیدی جانشین فقیہ اعظم حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محبّ اللہ نوری زید مجدہ نے دیا اور حدیث مبارکہ کے حوالے سے علمی و روحانی گفتگو فرمائی۔ تقریب میں استاذ العلماء علامہ حافظ عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ، جامعہ نوریہ کے صدر مدرس علامہ غلام مصطفیٰ، مدرسینِ جامعہ اور متعدد علماء و طلباء نے شمولیت کی۔

جامعہ روح اسلام لاہور

اہلِ سنت کے فعال اور متحرک عالم دین علامہ محمد نعیم جاوید نوری کے زیر اہتمام مورخہ 24/جنوری 2024ء، تین بجے سہ پہران کے قائم کردہ مدرسہ روحِ اسلام کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی، جس میں لاہور کی متعدد علمی اور سیاسی و سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ تقریب کی صدارت جانشین سیدی فقیہ اعظم حضرت صاحبزادہ مفتی پیر محمد محبّ اللہ نوری زید مجدہ نے فرمائی، بانی مدرسہ علامہ محمد نعیم جاوید نوری نے اپنے خطاب میں ادارہ کی غرض و غایت اور منصوبہ جات کا ذکر کیا، بعدہٗ حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ نے دعا فرمائی اور فیتہ کاٹ کر ادارہ کا افتتاح کیا۔

❁❁❁❁❁

نقشہ اوقاتِ نماز، سحری و افطاری برائے بصیر پور شریف و مضافات---ماہ مارچ

تاریخ	صبح صادق، ابتدائے فجر وختم سحری	طلوع آفتاب، انتہائے فجر	ضحوۂ کبریٰ	ابتداء وقتِ ظہر	اخیر مثلِ اوّل	اخیر مثل دوم آغاز وقتِ عصر	غروب آفتاب (افطار) وقتِ مغرب	ابتداء وقتِ عشاء
-	گھنٹا منٹ سیکنڈ	گھنٹا منٹ سیکنڈ	گھنٹا منٹ سیکنڈ	گھنٹا منٹ سیکنڈ	گھنٹا منٹ سیکنڈ	گھنٹا منٹ سیکنڈ	گھنٹا منٹ سیکنڈ	گھنٹا منٹ سیکنڈ
1	5:10:10	6:29:49	11:36:52	12:17:03	3:35:47	4:25:29	6:04:59	7:23:33
2	5:09:05	6:28:42	11:36:41	12:16:52	3:36:09	4:26:03	6:05:41	7:24:14
3	5:07:59	6:27:35	11:36:29	12:16:40	3:36:29	4:26:37	6:06:24	7:24:55
4	5:06:52	6:26:27	11:36:17	12:16:27	3:36:49	4:27:10	6:07:06	7:25:36
5	5:05:44	6:25:18	11:36:04	12:16:14	3:37:07	4:27:42	6:07:48	7:26:17
6	5:04:36	6:24:09	11:35:50	12:16:00	3:37:25	4:28:13	6:08:29	7:26:58
7	5:03:27	6:22:59	11:35:36	12:15:46	3:37:43	4:28:44	6:09:10	7:27:39
8	5:02:17	6:21:49	11:35:21	12:15:32	3:37:59	4:29:15	6:09:51	7:28:20
9	5:01:06	6:20:38	11:35:06	12:15:17	3:38:15	4:29:45	6:10:32	7:29:01
10	4:59:54	6:19:27	11:34:51	12:15:02	3:38:30	4:30:14	6:11:12	7:29:42
11	4:58:42	6:18:16	11:34:34	12:14:47	3:38:44	4:30:42	6:11:52	7:30:23

● ...... **گھڑیاں درست رکھیں**

نوٹ: ماہ مارچ کا باقی ٹائم ٹیبل رمضان المبارک کے مکمل ٹائم ٹیبل کے ساتھ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیا جائے

نقشہ اوقاتِ نماز، سحری وافطاری برائے بصیر پور شریف ومضافات

تاریخ رمضان کریم ۱۴۴۵ھ	تاریخ عیسوی ماہ	صبح صادق، ابتدائے فجر وختم سحری	طلوعِ آفتاب، انتہائے فجر	ضحوۂ کبریٰ	ابتداء وقت ظہر	اخیر مثل اوّل	اخیر مثل دوم آغاز وقت عصر	غروب آفتاب (افطاری)	وقت عشاء
–	مارچ	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا
یکم رمنگل	12	4:57:29	6:17:04	11:34:18	12:14:31	3:38:57	4:31:10	6:12:32	7:31:04
۲ربدھ	13	4:56:15	6:15:52	11:34:01	12:14:15	3:39:10	4:31:38	6:13:11	7:31:46
۳رجمعرات	14	4:55:01	6:14:39	11:33:43	12:13:59	3:39:22	4:32:05	6:13:51	7:32:27
۴رجمعۃ المبارک	15	4:53:46	6:13:27	11:33:25	12:13:42	3:39:33	4:32:31	6:14:30	7:33:08
۵رہفتہ	16	4:52:30	6:12:14	11:33:07	12:13:25	3:39:44	4:32:57	6:15:09	7:33:50
۶راتوار	17	4:51:14	6:11:01	11:32:48	12:13:08	3:39:54	4:33:22	6:15:47	7:34:32
۷رپیر	18	4:49:58	6:09:47	11:32:29	12:12:51	3:40:04	4:33:47	6:16:26	7:35:14
۸رمنگل	19	4:48:41	6:08:34	11:32:10	12:12:33	3:40:12	4:34:12	6:17:04	7:35:56
۹ربدھ	20	4:47:23	6:07:20	11:31:50	12:12:16	3:40:20	4:34:36	6:17:43	7:36:38
۱۰رجمعرات	21	4:46:05	6:06:06	11:31:31	12:11:58	3:40:28	4:34:59	6:18:21	7:37:21
۱۱رجمعۃ المبارک	22	4:44:47	6:04:52	11:31:10	12:11:40	3:40:35	4:35:22	6:18:59	7:38:04
۱۲رہفتہ	23	4:43:28	6:03:38	11:30:50	12:11:22	3:40:41	4:35:45	6:19:37	7:38:47
۱۳راتوار	24	4:42:09	6:02:25	11:30:30	12:11:04	3:40:46	4:36:08	6:20:15	7:39:30
۱۴رپیر	25	4:40:50	6:01:11	11:30:09	12:10:46	3:40:51	4:36:30	6:20:53	7:40:14
۱۵رمنگل	26	4:39:30	5:59:57	11:29:48	12:10:27	3:40:56	4:36:51	6:21:31	7:40:58
۱۶ربدھ	27	4:38:10	5:58:43	11:29:27	12:10:09	3:41:00	4:37:13	6:22:09	7:41:42
۱۷رجمعرات	28	4:36:50	5:57:30	11:29:06	12:09:51	3:41:04	4:37:33	6:22:46	7:42:26
۱۸رجمعۃ المبارک	29	4:35:30	5:56:16	11:28:44	12:09:33	3:41:07	4:37:54	6:23:24	7:43:11
۱۹رہفتہ	30	4:34:09	5:55:03	11:28:23	12:09:15	3:41:09	4:38:14	6:24:02	7:43:56
۲۰راتوار	31	4:32:48	5:53:50	11:28:01	12:08:57	3:41:12	4:38:34	6:24:39	7:44:42
۲۱رپیر	یکم اپریل	4:31:27	5:52:37	11:27:40	12:08:39	3:41:13	4:38:54	6:25:17	7:45:28
۲۲رمنگل	2	4:30:06	5:51:24	11:27:18	12:08:22	3:41:15	4:39:13	6:25:55	7:46:14
۲۳ربدھ	3	4:28:45	5:50:11	11:26:56	12:08:04	3:41:15	4:39:32	6:26:32	7:47:00
۲۴رجمعرات	4	4:27:24	5:48:59	11:26:35	12:07:47	3:41:16	4:39:51	6:27:10	7:47:47
۲۵رجمعۃ المبارک	5	4:26:03	5:47:47	11:26:13	12:07:29	3:41:16	4:40:10	6:27:47	7:48:34
۲۶رہفتہ	6	4:24:42	5:46:36	11:25:51	12:07:12	3:41:16	4:40:28	6:28:25	7:49:21
۲۷راتوار	7	4:23:21	5:45:24	11:25:29	12:06:55	3:41:15	4:40:46	6:29:03	7:50:09
۲۸رپیر	8	4:22:00	5:44:13	11:25:08	12:06:39	3:41:15	4:41:04	6:29:41	7:50:57
۲۹رمنگل	9	4:20:39	5:43:03	11:24:46	12:06:22	3:41:14	4:41:22	6:30:18	7:51:45
۳۰ربدھ	10	4:19:18	5:41:53	11:24:25	12:06:06	3:41:12	4:41:39	6:30:56	7:52:34
عید الفطر	11	4:17:58	5:40:44	11:24:03	12:05:50	3:41:11	4:41:56	6:31:34	7:53:23

● ...... گھڑیاں درست رکھیں ● ...... **احتیاط**: سحری ایک منٹ پہلے بند اور افطاری ایک منٹ بعد کریں

Book No. 36 Serial No. 3
Mar-2024
Monthly "NOOR-UL-HABIB" Basirpur
Regd No. PS / CPL - 25
ISSN 1993-4238

نوٹ: عطیات کی رقم براہ راست بھجوائیں

(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری
مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف ضلع اوکاڑا
موبائل نمبر: 0300-4321088, 0345-7526622, 0306-5696666